33

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر
کی منسوخی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/795. Dated 5th March 2006. On return of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, from abroad, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab ceases to act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with effect from 5th March 2006 (F.N.)

SAEED AHMAD
Secretary

35

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،7-مارچ2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

(i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ii) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

قاعدہ75 کے تحت استحقاق کمیٹی کی رپورٹ کا زیر غور لایا جانا

حصہ دوم

(مسودہ قانون جو پیش کیا جا چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ سوم

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ2005

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ2006

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) کینال وڈرینج مصدرہ2005

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ2006

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

36

حصہ چہارم

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

حصہ پنجم

(عام بحث)

37

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

منگل 7-مارچ2006

(یوم الثلاثہ، 6-صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ o

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي
كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ
إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ
وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ
أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ o فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ o وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى
الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ

إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا
بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ O

سُورَةُ الحُجرات آیات 7تا9

اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے پیغمبر ﷺ ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں O (یعنی) اللہ کے فضل اور احسان سے۔ اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے O اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پس جب وہ رجوع کرے تو وہ دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔ کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے O

وما علینا الا البلاغ O

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

پتنگ بازی سے بچوں کی ہلاکت میں اضافہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج کی اخبارات میں بلکہ پچھلے آٹھ روز سے مسلسل روزانہ ایک قتل ہو رہا ہے۔ معصوم بچوں کا قتل، ان معصوم بچوں کا قتل جو اس دنیا میں اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بننے کے لئے آئے لیکن ایک سال پہلے اسی اسمبلی میں راجہ بشارت صاحب نے kite flying کا amended bill پیش کیا تھا تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ خدا کے خوف سے ڈریں۔ اب یہ چار بچے قتل ہوئے ہیں۔ پرسوں ایک بچے کی گردن اتر کر اس کے باپ کی گود میں گر پڑی اور وہ پورا علاقہ بلکہ پورا پنجاب اور پورا پاکستان اس بچے کی موت پر چیخ اٹھا جس المناک طریقے سے اس بچے کی موت ہوئی اور میں پوچھتا ہوں کہ یہ مقدمہ ہم کس پر درج کریں، سپریم کورٹ پر درج کریں، وفاقی گورنمنٹ پر درج کریں یا اس پنجاب گورنمنٹ پر درج کریں۔ میں کہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے اس سے پہلے کہ لوگ خود باہر سڑکوں پر نکل کر انصاف حاصل کرنے کے لئے ہمیں گردنوں سے پکڑیں، حکمرانوں کو گریبانوں سے پکڑیں اور اس ظلم کا بدلہ لیں۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ خدا کے لئے اس قتل کو بند کروائیے، اس پتنگ بازی کو بند کروا دیجئے، اس بدمعاشی کو اس ملک میں بند کروا دیجئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نیشنل ٹاؤن میں رہائش پذیر ہوں۔ یہ تین سال کا معصوم بچہ جو پرسوں اپنے والد کے ساتھ شادی کی ایک تقریب میں جا رہا تھا، نیشنل ٹاؤن میں دو سڑکیں چھوڑ کر ان کا گھر ہے۔ یہ بچہ باپ کے آگے موٹر سائیکل کی ٹینکی پر بیٹھا تھا، باپ موٹر سائیکل چلا رہا تھا اور پیچھے اس کی ماں بیٹھی تھی اس کے ہاتھ میں بھی ایک ڈیڑھ دو سال کا بچہ تھا تو یکایک باپ کو محسوس ہوا کہ بچے کی گردن ڈھلک گئی ہے۔ اس نے دیکھا تو اس کے سارے کپڑے خون و خون تھے

اور بچہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ انہوں نے موٹر سائیکل ایک طرف پھینکی اور اس بچے کو اٹھا کر ہسپتال کی طرف دوڑے لیکن ہسپتال پہنچنے سے پہلے بچہ اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر چکا تھا۔ کل جب میں تعزیت کے لئے اس کے گھر گیا تو عجیب سماں تھا۔ باپ نیم سکتے کی حالت میں تھا اور اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو گر رہے تھے، اس کی والدہ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ ہوش میں نہیں تھی اور بار بار یہ کہتی تھی کہ میرا بچہ باہر پڑا ہے اس کو اٹھا کر لاؤ۔ علاقے کے لوگ سراپا احتجاج تھے اور وہ مشرف اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے مرثیے پڑھ رہے تھے کہ اس ملک کے اندر یہ کیا دہشت گردی ہو رہی ہے اور وہ پنجاب حکومت اور پنجاب حکومت کے وزراء کو یہ بد دعائیں دے رہے تھے کہ اللہ کرے کہ ان کے کسی بچے کی بھی اسی طرح گردن کٹ جائے تو پھر انہیں معلوم ہو۔ گزارش یہ ہے کہ بسنت کے حوالے سے جو ایک ہندووانہ تہوار ہے۔ میں ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آج سے دو سو سال پہلے ایک ہندو لڑکے کو اسی شہر لاہور کی ایک عدالت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے جرم میں پھانسی کی سزا دی تھی اور اسے پھانسی بھی ہوئی، اس کی یاد کے اندر ہندو یہ بسنت کا تہوار مناتے ہیں اور ہماری آنکھوں اور عقل پر پردے پڑ گئے ہیں کہ ہم اس طرح کے تہوار کو اس ملک کے اندر رواج دینے کے لئے کوشاں ہیں جس کے نتیجے میں معصوم بچوں کا خون آئے روز سڑکوں کے اوپر بہہ رہا ہے اور حکومت نمائشی اقدامات کر رہی ہے کہ تار والی ڈور نہیں چلے گی، فلاں والی نہیں چلے گی اور اس طرح کے حکومتی نمائشی اقدامات اور ان اعلانات کے ذریعے سے کیا وہ معصوم بچہ شان رضوان جو پرسوں قبر کے اندر اتر گیا وہ اپنے والدین کے پاس واپس آ سکتا ہے؟

جناب سپیکر! میں ان حالات میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جتنے وزراء صاحبان بیٹھے ہیں اس پر باقاعدہ بات کریں اور میں یہ چاہوں گا کہ اس قبیح کھیل کے اوپر فی الفور پابندی لگائی جائے۔ حکومت کی طرف سے یہ مسلسل ہٹ دھرمی ہو رہی ہے۔ اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم مجلس عمل کے ارکان اس وقت اس ایوان سے token walkout کریں گے۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین اسمبلی ایم ایم اے token walkout
پر معزز ایوان سے باہر چلے گئے)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز اراکین walkout کر گئے ہیں لیکن میں اس حوالے سے بتانے والا تھا کہ ابھی ابھی اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب نے لاء منسٹر صاحب کو اپنے پاس بلایا ہے اور اس پر غور و خوض ہو رہا ہے تو اس سے جیسے آپ لوگوں کو دکھ ہوا ہے اسی طرح سب کو دکھ ہوا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں، کوئی اس چیز کے حق میں نہیں ہے کہ بچوں کا نقصان ہو یا خدانخواستہ اس قسم کے واقعات ہوں۔ لاء منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں وہ خود آکر اس کا جواب دیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل اراکین اپوزیشن نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے اور انہوں نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ سپریم کورٹ نے کوئی دو ہفتوں کے لئے اس کی اجازت دی تھی تو اگر انہوں نے آج کے اخبارات دیکھے ہوں تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس میں بڑا مضبوط بیان دیا ہے کہ جو بھی شخص اس قسم کے جرائم میں ملوث ہو گا باقاعدہ پرچہ دے کر اس کو اندر کیا جائے گا۔ بچے سب کے قیمتی ہوتے ہیں، وہ غریب کا ہو یا وزیر کا ہو، بچے برابر ہوتے ہیں اور قوم کا سرمایہ ہیں لہذا ہم سب ان جذبات میں شامل ہیں لیکن میں ایک استدعا کروں گا کہ ان کے اور ہمارے بچوں میں فرق نہیں، یہ وزیروں کے بچوں کو بددعائیں نہ دیں وہ بھی قوم کے بچے ہیں لیکن ہم ان لوگوں کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں جن لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے اور اگر آج انہوں نے اخبار پڑھا ہوتا تو میرا خیال ہے شاید مطمئن ہو جاتے۔ اخبار میں وزیر اعلیٰ کا بڑا کھل کر بیان آیا ہے تو ابھی لاء منسٹر بھی آکر اس بارے میں ساری تفصیل بتا دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی بحث طلب معاملہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ کوئی آسمانی فیصلہ نہیں ہے۔ وہ بھی انسان ہیں اگر انہوں نے غلط فیصلہ کیا ہے تو کیا are we bound to accept that? آپ دیکھیں کہ لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ بسنت میں صرف یہ نہیں ہو گا۔ یہاں پر شراب، کباب کی محفلیں ہوں گی، لوگ تماش بینی کریں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ تہوار ہے۔ آپ اپنا سر زمین پر جھکائیں اور اللہ سے معافی مانگیں کہ ابھی آزاد کشمیر کے ساتھ کیا ہوا۔ آپ کے ملک میں بے روزگاری ہے، مہنگائی ہے، لاقانونیت ہے، فرقہ واریت ہے، دہشت گردی ہے، آپ اس سے لڑیں، آپ جشن بہاراں کے اندر ان تماش بینیوں کی اجازت دے رہے ہیں۔ ایم ایم اے والوں نے ٹھیک کہا ہے کہ سات بچوں کی اموات ہو چکی ہیں۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سپریم کورٹ نے اجازت دی ہے۔ ہمارے

بھی Constitution میں rights ہیں، ہمارے بھی fundamental rights ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس فیصلے سے لوگوں کے جان و مال کو تحفظ نہیں ہے وہ فیصلہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ تو نہیں دیا کہ کسی کی گردن کاٹی جائے۔ سپریم کورٹ نے اس حد تک اجازت دی ہے کہ چونکہ پتنگ بازی سے ہزاروں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے تو وہ اس سلسلے میں احتیاط کریں۔ اگر کوئی بے احتیاطی کر رہا ہے اور اس کے نتیجے میں ایک چیز ہو رہی ہے تو یہ قابل مذمت ہے، اس کی گرفت ہونی چاہئے اور رات کو آپ نے ٹی۔وی پر بھی دیکھا ہوگا کہ کئی ایکشن ہوئے ہیں کہ لوگوں کو گھروں کے اوپر سے پکڑا جا رہا ہے۔ آپ نے جو اظہار کیا ہے میرا خیال ہے کہ حکومت بھی اس کا نوٹس لے رہی ہے اور آپ کی اور حکومت کی رائے اس سلسلے میں متفق ہوگی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوگی کہ کسی کی دلآزاری ہو یا کسی کی اولاد کا نقصان ہو اور جہاں تک اولاد کی بات ہے تو میری تو یہ دعا ہے کہ دشمن کی اولاد بھی پھلے پھولے اور ان کے طفیل ہماری اولاد بھی پھلے پھولے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ جو آپ ایوان کے نوٹس میں لائے ہیں جب لاء منسٹر صاحب آ جائیں گے تو آپ دوبارہ اسے raise کریں۔ آپ کی طرف سے یہ اچھی بات ہے، غلط بات نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہماری ایک تجویز ہے کہ ہم rules suspend کر کے ایک resolution لاتے ہیں۔ resolution یہ ہوگا کہ اس پر مکمل پابندی لگائیں۔ حکومت پنجاب اگر دفعہ 144 لگا سکتی ہے تو اس پر پابندی کیوں نہیں لگ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ بحث نہ کریں۔ لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئیں گے تو میں آپ کو پھر موقع دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ماشاءاللہ پندرہ بیس وزیر بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی بھی جواب دے سکتا ہے۔ یہ اکیلے لاء منسٹر کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب کو بلایا گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہر چیز کا جواب انہوں نے دینا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جیسے وہ آئیں گے اس سلسلے میں وہ آپ سے بات کریں گے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اپوزیشن کا record point ہو گیا ہے۔ یہ مسئلہ کیبنٹ میٹنگ میں بھی discuss ہوا تھا کہ kite flying کو کس طرح کنٹرول کرنا ہے، سپریم کورٹ کا آرڈر بھی ہے تو اب سپریم کورٹ کے آرڈر کی روشنی میں ہم نے کیا فیصلہ کرنا ہے، اس پر بحث ہو رہی ہے۔ چودھری اقبال صاحب نے صحیح کہا ہے ابھی اس وقت چیف منسٹر اور لاء منسٹر میٹنگ میں ہیں اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ ہو گا وہ کسی قانون وقاعدے کے تحت ہی ہونا ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے اگر کوئی step اٹھانا ہے تو پھر ہم نے اس کی implementation بھی ensure کرنی ہے تو میں اپنے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ جو رائے ان کی ہے اس طرف کی بھی رائے یہی ہے کہ ہم ایک issue کو deal کرنا چاہ رہے ہیں تو hopefully within a proper time اس کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر بحث ہوئی ہے اور منسٹر صاحبان نے بھی فرمایا ہے۔ ایک بحث یہ ہے کہ بسنت ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے، یہ issue الگ ہے اور ایک یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے آرڈرز ہیں اور ان پر عملدرآمد ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سپریم کورٹ نے صرف 15 روز کی اجازت دی ہے۔ ان لوگوں کی درخواست پر دی جن لوگوں کی روزی اس سے منسلک تھی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر سپریم کورٹ نے اجازت دی ہے تو میں یہاں پر یہ سوال رکھنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت ناموس رسالت کے اوپر لاکھوں لوگوں کو کنٹرول کر سکتی ہے اور ایک چڑی بھی پورے پنجاب کے اندر پر نہیں مار سکتی۔

جناب سپیکر! اگر سیاسی سرگرمیوں پر حکومت قانون پر عملدرآمد کرنے پر آئے تو وہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ لاہور شہر میں جو ڈور کا شور ہے کہ یہ کیمیکل ڈور ہے، یہ تندی ڈور ہے تو جن اڈوں پر ڈور لگائی جاتی ہے وہ پورے لاہور میں اندازاً 30/40 کے درمیان ہوں گے اور اگر ضلعی حکومت اور پنجاب حکومت ان 30/40 اڈوں پر کنٹرول نہیں کر سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ پر ڈالنا اور دوسروں پر ڈالنا غلط ہے۔ جب ان کی اپنی سیٹ اور سیاست کی بقاء کی لڑائی ہو تو اس وقت تو

پورا پنجاب حرکت میں آ جاتا ہے، رینجرز بھی حرکت میں آ جاتی ہیں لیکن یہ جو ڈور لگانے والے 30/40 اڈے ہیں، اس بارے میں حیرت کی بات ہے کہ وہ ان کی دسترس سے باہر ہیں۔ پنجاب حکومت اور ضلعی حکومت سپریم کورٹ یا کسی اور ادارے کے اوپر مت ڈالیں کہ وہاں سے اجازت ملی ہوئی ہے۔ یہ سراسر ضلعی حکومت لاہور اور پنجاب حکومت کی نااہلی ہے جو یہ معصوم بچوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اس کی ایف آئی آر ضلعی ناظم اور وزیر اعلیٰ پنجاب پر کٹنی چاہئے جو اپنی سیاست کے لئے پورے پنجاب کو جام کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تجویز بھی دے رہے ہیں اور پھر فیصلہ بھی دے رہے ہیں۔ آپ تجویز دیں اور ہاؤس پر چھوڑیں۔

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 866

ٹاؤن شپ لاہور میں واقع کوارٹرز کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ

*866 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ سیکٹر B-1 بلاک نمبر 6 کے کوارٹرز مختلف الاٹیز جو وہاں اس وقت رہائش پذیر ہیں کو بیس سال سے بھی زیادہ عرصہ قبل الاٹ کئے گئے تھے لیکن ان کوارٹرز کے مالکانہ حقوق ابھی تک الاٹیز کو نہیں دیئے گئے؟

(ب) کیا حکومت ان الاٹیز یا علاقے کے منتخب نمائندوں کے ساتھ ان کوارٹرز کی قیمت طے کرنے کو تیار ہے تاکہ باہمی مذاکرات سے قیمت طے کر کے ان کوارٹرز کے الاٹیز کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں اور اس 20 سالہ پرانے مسئلہ کا فیصلہ ہو سکے؟

(ج) کیا محکمہ سیکٹر B-1اورB-IIکے(NIL)بلاک کے قابضین جو وہاں پر15سال سے زائد عرصہ قبل آباد ہوئے تھے، انہیں بھی دیگر کچی آبادیوں کے مکینوں کی طرح مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے، کیا اس مسئلہ کے مستقل حل کے لئے بھی حکومت کوئی کمیٹی بنانے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ غلط ہے کہ سیکٹر بی۔ون بلاک نمبر6 کے قابضین کو بیس سال قبل پلاٹ الاٹ کئے گئے اور مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ سیکٹر بی۔ون بلاک نمبر6 کے متعلق محکمہ ہاؤسنگ نے ناجائز قابضین کی لسٹ مرتب کی جو الاٹیوں کے زمرہ میں نہ آتے ہیں اس لئے کہ انہیں پلاٹ الاٹ نہیں کئے گئے تھے بلکہ ان افراد نے ان پلاٹوں پر از خود ناجائز قبضہ کر رکھا تھا جس کی وجہ سے محکمہ ہاؤسنگ نے ان152افراد کی لسٹ علیحدہ بنائی۔ جہاں تک ان قابضین کو مالکانہ حقوق دیئے جانے کا تعلق ہے، ان قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے1996میں مجاز اتھارٹی کے فیصلہ کی روشنی میں مبلغ30,000روپے فی مرلہ قیمت مقرر کی گئی تھی اورregularizationکی چٹھیاں جاری کی گئی تھیں اور اتنی مدت گزرنے کے بعد یعنی 28-12-2001کو اتھارٹی ایل ڈی اے نے مشترکہ اجلاس میں عوامی نمائندگان اور محکمانہ سربراہان کی موجودگی میں تمام پہلوؤں پر غور وخوض کر کے پرانی قیمت کو بحال رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح1996کی سابقہ قیمت میں کوئی اضافہ نہ کیا اور اس قیمت پر مبنی دوبارہregularizationکی چٹھیاں فہرست کے مطابق جاری کر دی گئیں۔ علاقہ کے منتخب ناظمین (جو اتھارٹی کے فاضل ممبران ہیں)کا ایماء اس فیصلہ میں شامل ہے۔

(ب) جس طرح کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔ ایل ڈی اے اتھارٹی نے 28-12-2001کو جو فیصلہ کیا۔ اس میں عوامی نمائندگان نے لوگوں سے رابطوں کی روشنی میں اتھارٹی کے فیصلہ میں اپنی رائے / مشورہ بھی شامل کیا۔ لہذا دوبارہ عوامی نمائندگان سے رابطوں کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) سیکٹر بی۔ون، بی۔ٹو، بلاک نل(Nil)پر جو مکانات تعمیر ہو چکے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1- 277 تعمیر شدہ رہائشی مکانات: یہ رہائشی مکانات غیر قانونی ناجائز قابضین نے بنا رکھے ہیں، جو واساڈرین کی پٹی پر آباد ہیں۔ واساڈرین کی صفائی کے لئے یہ پٹی واسا کو خالی حالت میں مطلوب ہوتی ہے۔ لہذا اس پٹی کے مالکانہ حقوق ناجائز قابضین کو نہ دیئے جاسکتے ہیں۔

II- 10 رہائشی مکانات: یہ رہائشی مکانات غیر قانونی ناجائز قابضین نے قائداعظم ٹاؤن سکیم کے سیکٹر بی۔ٹو کے ساڑھے چار مرلہ کے تقریباً دس ریگولر پلاٹوں پر قبضہ کر کے گھر بنائے ہوئے ہیں، یہ دس رہائشی مکانات بھی اوپر بیان کی گئی ناجائز تعمیرات سے ملحق ہیں۔ جہاں تک بلاک Nil سیکٹر B-II ایل ڈی اے کے ان دس ریگولر پلاٹوں کا تعلق ہے۔ Disposal of Land by Development Authority Regulation Act 1989 کے قانون کے تحت ان پلاٹوں کو خالی کروا کر بذریعہ نیلام فروخت کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں اقسام کے قابضین نے بی۔ون، بی۔ٹو بلاک Nil میں موقع پر ناجائز اور غیر قانونی قبضہ کر رکھا ہے۔ ان کو موقع سے اٹھانے کی کارروائی کی گئی تو ان غیر قانونی ناجائز قابضین نے مسٹر محمد یعقوب سول جج لاہور کی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ مقدمہ تاحال اسی عدالت میں زیر التواء ہے۔ نل بلاک سیکٹر بی۔ون، بی۔ٹو کے قابضین سے مقبوضہ جگہ موجودہ حکم امتناعی کے خارج ہونے کے بعد خالی کرائی جاسکتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ بلاک نمبر 6 کے ناجائز قابضین کو 2001 میں پرانی قیمت پر 30,000 روپے مرلہ کے حساب سے جگہ الاٹ کر دی گئی جبکہ اس کے قریب ہی اسی سیکٹر کے دوسرے بلاک جس کا نام Nil B-II ہے۔ اس کے متعلق یہ فرمایا جارہا ہے کہ وہاں کے ناجائز قابضین سے پلاٹ خالی کرا کے نیلام کر دیئے جائیں گے۔ یہ پالیسی مختلف کیوں ہے؟ اگر وہاں کے ناجائز قابضین کو پلاٹ 30,000 روپے مرلہ پر الاٹ کر دیئے گئے تو B-II Nil میں اگر کوئی پلاٹوں کے ناجائز قابضین ہیں تو ان کو یہ پلاٹ ریگولرائز کیوں نہیں کرنا چاہتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس سوال کا تفصیلی جواب 2003 میں ہم دے چکے ہیں لیکن اب پھر ان کی تسلی کے لئے بتا رہے ہیں کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب نے بلاک نمبر 6 سیکٹر B-I قائداعظم ٹاؤن لاہور کے 152 افراد جو کہ ناجائز قابضین تھے۔ ان کو مالکانہ حقوق دینے کا فیصلہ کیا اور ایل ڈے اے کی پرائس کمیٹی نے مورخہ 1996-04-03 کو مبلغ 30,000 روپے فی مرلہ کے حساب سے قیمت وصول کرنے کا تعین کیا اور ایل ڈی اے نے ناجائز قابضین کے بارے میں 2001-12-29 کو فیصلہ کرتے ہوئے پرانی قیمت مبلغ 30,000 روپے فی مرلہ کو بحال رکھا۔ مزید برآں ایل ڈی اے نے مورخہ 2003-11-12 کو ان ناجائز قابضین کو سہولت مہیا کرتے ہوئے آٹھ مساوی اقساط مقرر کیں۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ جواب پڑھ رہے ہیں جبکہ میرا سوال مختلف ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ اگر سیکٹر B-I بلاک نمبر 6 میں لوگوں کو پلاٹ 30,000 روپے فی مرلہ ریگولرائز کئے جا سکتے ہیں تو اسی کے دوسرے بلاک B-II Nil میں ریگولرائز کیوں نہیں کئے جا سکتے دو بلاکوں کے درمیان صرف ایک سڑک ہے۔ ایک طرف والوں کو تو پلاٹ الاٹ کر رہے ہیں اور دوسری طرف والوں کو کہہ رہے ہیں کہ ہم خالی کروائیں گے اس کے بعد نیلام کریں گے۔ پالیسی میں یہ تضاد کیوں ہے؟ یہ پرانی بات نہیں ہے۔ یہ کسی چیف منسٹر کے دور میں نہیں بلکہ 2001 میں اسی حکومت کے دور میں ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، 2001 میں چیف منسٹر موجود نہیں تھے۔ ایکشن 2002 میں ہوئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: اس میں صرف اتنی گزارش ہے کہ یہ جو ناجائز قابضین ہیں انہوں نے ستو کتلہ ڈرین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ نے خود لکھا ہوا ہے کہ اتنے ڈرین پر ہیں اور اتنے پلاٹ ریگولر بلاک کے اندر ہیں۔ جز (ج) میں ان کا جواب موجود ہے کہ 10 رہائشی پلاٹوں پر انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ دوسرا یہ جو ڈرین کا بتا رہے ہیں۔ یہ انھوں نے بالکل غلط جواب دیا ہے۔ ایل ڈی اے نے خود آج سے کوئی ایک سال پہلے اس ڈرین کے اوپر اسی جگہ سے صرف دس فٹ کے فاصلے پر دکانیں نیلام کر کے لوگوں کو الاٹ کی ہیں۔ یہ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ ڈرین کی صفائی کے لئے پٹی خالی رکھنی

ہے اور دوسری طرف خود ایل ڈی اے نے ڈرین کے اوپر جگہ نیلام کر کے فروخت کی ہے۔ یہ عجیب وغریب پالیسی ہے، جس کی سمجھ نہیں آ رہی۔ اس کی میں وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی: جناب سپیکر! جب ایل ڈی اے نے اس کو ٹیک اپ کیا تھا تو اس سے پہلے یہ ناجائز الاٹی موجود تھے۔ ہماری اس میں گزارش صرف یہ ہے کہ جو ناجائز الاٹی وہاں پر موجود ہیں۔ ڈرین کی صفائی کے لئے مشین ڈالنی ہوتی ہے کہ پانی چلتا رہے۔ اگر وہاں قابضین موجود رہیں تو اس طرح ڈرین کی صفائی صحیح نہیں ہو سکتی۔ اگر بہت زیادہ بارش آئے یا بہت زیادہ پانی آ جائے تو بہت مشکل ہوتی ہے۔ یہ جن دس پلاٹوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں ان پر بھی لوگ پہلے سے ناجائز قابض تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو نیلامی ہوئی ہے۔ وہ کس بنیاد پر ہوئی ہے اگر ناجائز قابضین ہیں تو نیلامی کس بات پر ہوئی ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: ناجائز قابضین کو تو یہ دینے کو تیار نہیں ہیں لیکن اسی کے اوپر ایل ڈی اے نے خود نیلامی کر کے الاٹ کئے ہیں۔ کمیٹی بنائیں اور میرے ساتھ چلیں میں خود ان کو دکھاتا ہوں کہ اس کے اوپر کیوں الاٹ کئے گئے ہیں۔ تین سال کے بعد اس سوال کا جواب آیا ہے اور ان کو پتا ہی نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایک بھی بات کا جواب نہیں دے پائے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ بھی سمجھنا گوارا نہیں کیا کہ پوچھا کیا جا رہا ہے اور جب تک متعلقہ منسٹر نہیں آتے آپ وقفہ سوالات کو pending کر دیں اور ان کی موجودگی میں سوالات کئے جائیں۔ ان سوالات کی وجہ سے ہی وہ آج نہیں آئے۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بھرپور تیاری ہے۔ میری دوستوں سے یہ request ہے کہ وہ ان کو موقع عنایت فرمائیں تاکہ وہ جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان کو موقع تو دے رہا ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ادھر مت دیکھیں ہاؤس کی طرف دیکھیں اور ادھر بات کریں۔(قطع کلامیاں)
ان کو جواب تو دینے دیں۔ تین تین آدمی بات کر رہے ہیں۔ ان کی بات سمجھ لیں اور ان کو جواب دینے دیں۔ جی، فرمائیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں ایڈیشنل میٹریل ہم دے رہے ہیں۔ یہ سوال کافی پرانا تھا۔ اس میں میری گزارش صرف اتنی ہے کہ میں نے پہلے بھی انہیں یہی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ ستوکتلہ ڈرین کے ساتھ تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے وہ یہ سوال کر رہے ہیں کہ ایک پلاٹ فی مرلہ 30 ہزار کا ہے تو اس کے ساتھ والا پلاٹ 30 ہزار کا کیوں نہیں ہے؟ آپ اس کا جواب دے دیں باقی پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! وہاں صرف اتنی گنجائش ہے کہ جو بالکل ڈرین کے ساتھ ملحقہ ہیں وہاں صفائی کے لئے problem پیش آتی ہے۔ وہاں جو ناجائز قابضین ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کی بات صحیح ہے کہ وہ تو ناجائز قابضین ہیں لیکن آپ قیمت کی بات کریں کہ قیمت کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ جہاں تک بلاک Nil سیکٹر B-II ایل ڈی اے کے ان دس ریگولر پلاٹوں کا تعلق ہے۔ Disposal of Land by Development Authority Regulation Act 1989 کے قانون کے تحت ان پلاٹوں کو خالی کروا کر بذریعہ نیلام فروخت کیا جا سکتا ہے۔ میں پٹی والوں کی تو بات ہی نہیں کر رہا جو ستوکتلہ ڈرین کے اوپر ہیں۔ میں تو ان دس پلاٹوں کی بات کر رہا ہوں جبکہ اس کے ساتھ والے بلاک میں انہوں نے 30 ہزار مرلہ پر پلاٹ فروخت کر دیا ہے یہ جو دس پلاٹ ہیں ان کو وہ کیوں خالی کروا کر نیلام کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی جواب تو ان سے پوچھ رہا ہوں اور یہی دہرا رہا ہوں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فرزانہ راجہ: میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ یہاں پر آج آپ ایک آرڈر کر دیں کہ جن منسٹرز کے متعلقہ سوالات ہوں انہیں یہاں پر حاضر ہونا چاہئے اور دوسری طرف جہاں تک پارلیمانی سیکرٹریز کی حالت ہے وہ سب کی یہی ہے جس کے لئے میں پنجابی میں ایک فقرہ کہوں گی کہ "جیہڑا کہیدے ناں لگے او شیحان دے بگے" جو ایم پی اے کسی کام کا نہیں تھا جو بیچارا کہیں فٹ نہیں ہو سکتا تھا اس کو کسی نہ کسی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیا گیا جو کہ اس ڈیپارٹمنٹ پر بھی ظلم ہے اور اس کے ساتھ متعلقہ لوگوں پر بھی ظلم ہے۔ جس طرح سے موصوف جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں وہ کھڑے ہیں، ان کو نہ سوال سمجھ آ رہا ہے نہ جواب دے رہے ہیں۔ وہ کانپ رہے ہیں، کبھی وہ اپنی left side پر دیکھتے ہیں، کبھی right پر دیکھتے ہیں۔ ان کو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ اس سے اسمبلی کا اور ممبران کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ ہم کروڑوں عوام کی یہاں representation کرنے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کی رائے تو ہو سکتی ہے لیکن جو ممبر منتخب ہو کر اپنے علاقے سے آتا ہے وہ equally اتنا قابل احترام ہے خواہ وہ وزیر ہے، خواہ وہ ایم پی اے ہے، خواہ وہ اپوزیشن سے ہے، خواہ وہ حکومت سے ہے He has every right to become a Parliamentary Secretary or a Minister. یہ آپ اپنی توہین کر رہی ہیں اور کچھ نہیں کر رہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ سوال pending کر دیں اور یہاں آرڈر کریں کہ منسٹر صاحب یہاں آئیں اور اس کا جواب دیں۔ یہ House کا مذاق بن گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں۔ I have given the floor. Let me get the answer first.

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر محترمہ نے اسمبلی کے رولز آف بزنس پڑھے ہوتے تو شاید یہ اس طرح کی بات نہ کرتیں۔ منسٹر صاحب ملک سے باہر ہیں، جاپان گئے ہوئے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری

جواب دینے کے لئے مکمل اختیار رکھتے ہیں۔ وہ پورا جواب دے سکتے ہیں اور ان کو پوری اتھارٹی ہے۔ محترمہ کو اس طرح کی بات اسمبلی میں نہیں کرنی چاہئے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! ان کو تو ایک لفظ کا بھی نہیں پتا اور ادھر سے پوچھ رہے ہیں۔ آپ میڈیا کے ذریعے عوام کو کیا message دے رہے ہیں۔ یہ اتنے کروڑ عوام کی کیا representation ہے؟

MR. DEPUTY SPEAKER: Anyhow that is decided.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ کیا جواب دے رہے ہیں؟ انہوں نے ایک بھی سوال کا صحیح جواب نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: What point of order? ابھی ایک سوال چل رہا ہے۔ I will not allow any point of order. ایک بات ہو رہی ہے پہلے جواب دینے دیں۔ یہ question hour ہے۔ I do not want to waste time آگے اور سوالات بھی لوگوں نے کرنے ہیں۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی: جناب سپیکر! ہم اگلی میٹنگ میں اس کو ایجنڈے پر لے آتے ہیں اور جنہیں پلاٹ نہیں دیئے گئے ہم انہیں discuss کرتے ہیں اور الاٹمنٹ کے حوالے سے شامل کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی قیمت پر الاٹ کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی: جی، اس قیمت پر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی قیمت پر ہم دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسی ریٹ پر ان کو بھی الاٹ کر دیئے جائیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is what he says.

جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہ لاء بنا لیا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی وہ وقفہ سوالات میں ادھر نہیں تھے اس دفعہ بھی نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سرکاری وزٹ ہے۔ وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! ابھی وہ پاکستان میں ہیں سرکاری وزٹ پر نہیں گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کل یہاں تھے آج صبح چلے گئے ہیں۔ He is dependant today.

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرے دو بڑے اہم سوالات ہیں ان کو next time کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ کے سوال کی باری آئے گی تو اس پر کر لیں گے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: باری ہی نہیں آئے گی۔ پچھلی دفعہ بھی نہیں آئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو صرف پہلا سوال ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اور کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال 867 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! ویسے آپ نے مہربانی کی ہے اور ان سے assurance لے دی ہے۔ میں ویسے ایک اصولی بات اس میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس آبادی میں لوگ بیس سال سے رہ رہے ہیں، ان کو سوئی گیس کے کنکشن ملے ہوئے ہیں، بجلی، پانی اور سیوریج کی سہولیات ہیں اور گورنمنٹ خود پیسے لینے کو تیار نہیں ہے۔ وہ پیسے دینے کو تیار ہیں اور یہ لینے کو تیار نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر یہ فیصلے کریں گے تو گورنمنٹ کے خزانے میں چار پیسے بھی آ جائیں گے اور ان لوگوں کی الاٹمنٹ بھی ریگولر ہو جائے گی۔ اگلا سوال نمبر 867 بھی میرا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

ٹاؤن شپ لاہور میں قبرستان کے لئے مختص اراضی کی تفصیل

*867۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میںLDAکے زیر کنٹرول علاقہ قائد اعظم ٹاؤن(ٹاؤن شپ سکیم)میں مسلمانوں کے قبرستان کے لئے کہاں کہاں جگہ مخصوص کی گئی ہے،اس میں کتنی جگہ استعمال ہو چکی ہے اور کتنی خالی ہے؟

(ب) ٹاؤن شپ سکیم پلان کے مطابق سیکٹرD-IIمیں واقع مسلمانوں کے قبرستان کے لئے آٹھ کنال جگہ میں سے کتنی جگہ خالی ہے، کتنی جگہ پر قبریں بنی ہوئی ہیں اور کتنی جگہ پر ناجائز قبضہ ہے، یہ ناجائز قابضین کون ہیں اور ان سے قبرستان کی جگہ خالی کرانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(ج) اسی طرح ٹاؤن شپ میں واقع N-D-IIمیں26کنال5مرلہ جگہ کیا مسلمانوں کے قبرستان کے لئے مخصوص کی گئی تھی،اس میں کتنی جگہ پر قبریں بن چکی ہیں اور کتنی جگہ خالی ہے،کیا یہاں پر بھی کچھ جگہ پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) قائد اعظم ٹاؤن سکیم میں مندرجہ ذیل4عدد جگہیں مسلمانوں کے قبرستان کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ان جگہوں کا اب تک قبروں کے لئے استعمال ہونے یا موقع پر خالی ہونے کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) قائد اعظم ٹاؤن سیکٹر ڈی ٹو بلاک 4 کے قبرستان میں8کنال 6مرلہ کا رقبہ مخصوص کیا گیا تھا۔اس قبرستان کی موقع کی پوزیشن حسب ذیل ہے۔

7کنال 4مرلہ کے رقبہ پر ناجائز رہائشی مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ یہ ناجائز تعمیر ایل ڈی اے کو سکیم منتقل ہونے سے پہلے معرض وجود میں آ چکی تھی جو تقریباً15 سے 20 سال سے قائم ہے چونکہ یہ لوگ ناجائز قابضین ہیں اس لئے ان کی بابت محکمہ ہاؤسنگ نے نہ کوئی کوائف مرتب کئے اور نہ ہی کوئی ریکارڈ وصول ہوا ہے۔مزید برآں موقع پر مزار کی پختہ عمارت تعمیر شدہ ہے اس کے چاروں طرف برآمدہ ہے جو مجموعی طور پر دس مرلہ رقبہ پر محیط ہے جس کا تمام انتظام خادم حسین کر رہا ہے اور اس مزار کا انتظام و انصرام زیر سرپرستی مارکیٹ کمیٹی گرین ٹاؤن کیا جا رہا ہے۔ سروے کے مطابق اس پورے مزار کے اندر صرف پانچ قبریں بنائی گئی ہیں۔ مزار اور برآمدہ کے اندر باقی جگہ خالی ہے علاوہ ازیں مزار اور گیلری کے باہر تقریباً چار مرلے جگہ خالی پڑی ہے جس پر

قبریں بنائی جاسکتی ہیں اور آٹھ مرلے زمین سولنگ فرش کی حدود میں خالی پڑی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ این ڈی۔ ٹو میں 26 کنال 5 مرلہ مسلمانوں کے قبرستان کے لئے جگہ مخصوص کی گئی تھی۔ اس قبرستان میں 5 کنال پر قبریں موجود ہیں۔ 11 k-5M پر ناجائز 15 سال سے تعمیرات قائم ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر 1۔ گتہ فیکٹری ایک کنال نمبر (2)۔ راستہ نیئر کارپٹ 12 مرلہ نمبر (3)۔ 38 عدد رہائشی مکان 9 کنال 13 مرلہ عرصہ 15 سال سے اس قبرستان میں 8 کنال 10 مرلہ میدان کی شکل میں خالی پڑا ہے اور 1 کنال 10 مرلے جو خالی ہے میں پانی کا جوہڑ ہے۔

یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ قبرستانوں میں ناجائز تعمیرات۔ تجاوزات سکیم ایل ڈی اے کو منتقل ہونے سے پہلے ظہور پذیر ہو چکے تھے۔ سکیم کی منتقلی کے وقت چونکہ سکیم میں رہائش پذیر مختلف طبقات، تنظیمیں رد عمل ظاہر کر رہی ہیں اس لئے سخت اقدام تادیبی کارروائی کو اس وقت شاید قرین مصلحت نہ سمجھا گیا ہو۔ اس کے علاوہ ہاؤسنگ کے محکمہ کا نوٹیفکیشن مورخہ 1999-09-16 کو ہو چکا تھا۔ جس کے مطابق قبرستان کا انتظام ناجائز تجاوزات سے تحفظ اور قبرستان کے رقبہ کے غیر قانونی استعمال سے بچاؤ کی ذمہ داری ضلعی انتظامیہ اور لوکل کونسلوں کو منتقل کر دی گئی اور اس کے علاوہ اس نوٹیفکیشن میں یہ بھی درج کیا گیا کہ قبرستانوں کی دیکھ بھال لوکل کونسلوں کے فنڈ سے کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ اس سوال کا جواب دیکھیں کہ ہمارے ملک میں ایل ڈی اے اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کی جو حالت ہے ان کی کارکردگی آپ کو اس سوال کے جواب سے بڑی واضح طور پر نمایاں ہو گی۔ یعنی 8 کنال 6 مرلہ جگہ قبرستان کے لئے ہے۔ اس میں سے 7 کنال 4 مرلہ پر ناجائز رہائشی مکانات بنے ہوئے ہیں۔ ٹوٹل 26 کنال 5 مرلہ قبرستان کے لئے جگہ ہے اس میں سے صرف 5 کنال جگہ بچی ہوئی ہے باقی 21 کنال پر مختلف ناجائز قبضے ہیں۔ مرنے والوں کے لئے جگہ بھی ہم نے نہیں چھوڑی اس سے بڑا المیہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ لوگوں کے لئے لاہور کے اندر سب سے بڑا مسئلہ جو ہے جس کی تائید لاہور کے نمائندے بھی کریں گے، یہاں کے قبرستانوں میں جگہ موجود نہیں ہے۔ اب جو قبرستان آج سے تیس چالیس سال پہلے بنائے گئے تھے

ان محکموں کی وجہ سے یہ حالت ہے کہ 8 کنال 6 مرلہ میں سے 7 کنال 4 مرلہ پر قبضہ ہو چکا ہے اور 26 کنال میں سے صرف 5 کنال جگہ باقی بچی ہوئی ہے اس میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا یہاں پر بڑے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں جن کی وہاں پر فیکٹریاں ہیں۔اس کا بھی ذکر یہاں پر کیا گیا ہے کہ اس فیکٹری کے لئے راستہ دیا گیا ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بارے میں مجھے بتایا جائے کہ قبرستان کی جگہوں پر جو ناجائز قبضے کئے گئے ہیں ان کو خالی کروانے کے لئے کیا کریں گے یا یہ بھی الاٹ کر دینی ہیں۔ ہم لوگ اس علاقے کے رہنے والے اپنے مردوں کو کہاں دفن کرنے کا انتظام کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کا سوال قائد اعظم ٹاؤن سکیم کے متعلق ہے۔اس کے متعلق میری درخواست ہے کہ جب 1994 میں ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے یہ سکیم ایل ڈی اے کو منتقل کی تھی۔اس سکیم میں محکمہ ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ نے مسلمانوں کے لئے کل چار قبرستان مختص کئے تھے جن کی تفصیل بھی ساتھ ہے۔جہاں تک قبرستانوں میں ناجائز تجاوزات کا تعلق ہے اس بارے میں یہ وضاحت ہے کہ یہ تجاوزات سکیم کے ایل ڈی اے کو منتقل ہونے سے پہلے کی موجود تھیں۔ محکمہ ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر 21096 مورخہ 1996-09-16 کے مطابق تجاوزات کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن پر عائد ہوتی ہے اور ان کی دیکھ بھال بھی انہوں نے کرنی ہوتی ہے اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ جہاں پر یہ سکیم موجود ہے،اس میں انڈسٹریل ایریا بھی موجود تھا وہاں پر 50 کنال اراضی قبرستان کے لئے مختص ہے اور موجود ہے۔وہ جگہ تھوڑی دور ضرور ہے مگر جس کے متعلق یہ فرما رہے ہیں وہاں پر ایک مزار موجود ہے۔جب یہ سکیم ایل ڈی اے کو منتقل ہوئی تھی تو یہ تجاوزات پہلے ہی موجود تھیں۔وہاں پر قبرستان کا مسئلہ اس لئے نہیں ہے کہ پچاس کنال اراضی انڈسٹریل ایریا میں قبرستان ہی کے لئے مختص کی گئی ہے۔اس لئے لوگوں کو فاصلہ کے علاوہ قبرستان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل غیر متعلقہ ہے۔پہلے یہ سکیم ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام تھی اور اس کے بعد یہ سکیم ایل ڈی اے کے حوالے کر دی گئی۔ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام جب یہ سکیم تھی تو اس وقت یہ قبرستان اس کے لئے مختص کئے گئے تھے اور وہ قبرستان اس وقت بنائے گئے تھے اور ہاؤسنگ

ڈیپارٹمنٹ کے ہی تحت ایل ڈی اے ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کوئی انڈیا کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور ایل ڈی اے پاکستان کے اندر واقع ہے۔ان دونوں ڈیپارٹمنٹس کی نااہلی کی وجہ سے اتنے بڑے قبرستان پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ فلاں جگہ پر موجود ہیں، میانی صاحب کا قبرستان موجود ہے وہاں جاکر دفن کر لیا کریں، یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔ میں نے تو سوال یہ کیا ہے کہ یہ دو قبرستان جو تھے اس پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے اس کے متعلق آپ وضاحت فرمائیں۔ اب یہ کہنا کہ اس پر تو قبضہ ہو چکا ہے چلیں! اس کو چھوڑیں اور اگر آپ نے اپنے مردے دفن کرانے ہیں تو آپ میانی صاحب دفن کروا دیا کریں یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔ میں نے تو ان سے پوچھا ہے کہ اس جگہ پر قبضہ یہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے دور میں ہوا ہے اس کے بعد ایل ڈی اے کے حوالے کر دیا تو ایل ڈی اے بھی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا ذیلی ادارہ ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس وال کے جواب سے آپ اپنے معاشرے کی حالت کا اور جس سطح تک ہم گر چکے ہیں کہ زندوں کے لئے پلاٹوں پر قبضے تو ایک طرف رہے ہمیں مردوں کے لئے مختص قبرستانوں پر بھی قبضے کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہ جو قبضے کروائے گئے ہیں یہ ایک الگ داستان ہے میں اس کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ یہ یقین دہانی کرائیں کہ اس پر جو ناجائز قبضے ہوئے ہیں اس کو واگزار کرانے کے لئے محکمہ کوششیں کرے گا؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! ٹاؤن شپ کے قبرستان کی بات آج کی نہیں ہے جب سے یہ اسمبلی بنی ہے میں اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کرتی رہی ہوں۔ میں نے سوال بھی put کیا تھا لیکن کوئی تسلی بخش جواب آج تک نہیں دیا گیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے فیصلہ دے دیا ہے کہ 32 کنال اراضی قبرستان کی ہے اور اس پر قابضین نے جو قبضہ کیا ہوا ہے اسے واگزار کرایا جائے۔ انہوں نے وہاں پر اپنی دکانیں بنائی ہوئی تھیں اور اپنا سامان رکھا ہوا تھا تاکہ اس کے ذریعے وہ اپنا چکر جو ہمیشہ سے چلاتے رہے ہیں چلا سکیں۔ پھر اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس پر implementation کی جائے لیکن آج تک قبرستان کی 32 کنال پٹی کو خالی نہیں کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ قبرستان میں اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ ایک ایک قبر میں دس دس مردے دفنا دیئے گئے ہیں۔ اب لوگ اپنے مردے کہاں پر لے کر جائیں۔ کیا جو لاہور میں رہتے ہیں وہ پشاور میں لے کر جائیں، سیالکوٹ یا کراچی لے کر جائیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ٹاؤن شپ میں جب ان کی اپنی زمین موجود ہے اور عدالت عالیہ نے فیصلہ بھی دے دیا ہے تو

implementationکیوں نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! قبرستان یا دیگر جگہوں پر تجاوزات کو ہٹانے کی ذمہ داری ضلعی حکومت اور تحصیل ایڈمنسٹریشن پر عائد ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہدایات جاری کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں ان کی تسلی کے لئے کہتا ہوں کہ ہم انہیں بھی کہیں گے اور اپنی طرف سے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بھی ایکشن لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ وہ ضلعی حکومت کو بھی کہیں گے اور اپنی طرف سے بھی کوشش کریں گے اور جتنی بھی قبرستان کی زمین ہے اس کو واگزار کرائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ہم سے جو کچھ بھی ممکن ہو سکا ہم کریں گے کیونکہ بطور مسلمان ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ان کی تسلی کے مطابق وہاں پر تجاوزات ختم کرائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جتنے بھی ناجائز قبضے ہوتے ہیں یہ ڈیپارٹمنٹ کی ملی بھگت سے ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ مسلسل رواں دواں ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ جو ناجائز قبضے ہوئے جس میں محکمہ ملوث رہا۔ اب تک کتنے اہلکاروں کے خلاف کیا کیا کارروائی کی گئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1325 راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 1853 ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں نے 10- مارچ کو سوال جمع کروایا ہے اور انہوں نے 22- مارچ کو سوال جمع کروایا ہے لہذا اصولی طور پر میرا سوال پہلے آنا چاہئے تھا۔ میرا سوال انہوں نے صفحہ 17 پر دیا ہے۔ انہوں نے قانون کی دھجیاں اڑائی ہیں میرا حق بنتا ہے۔ آپ تاریخ کو چیک کریں اور مجھے میری باری دیں۔ یہ صفحہ نمبر 17 اور سوال نمبر 4584 ہے۔ میں نے اس میں تاریخ

لکھی ہوئی ہے جو کہ 10-مارچ ہے۔ میرا سوال پہلے آنا چاہئے اور فیاض الحسن چوہان کے سوال کی تاریخ 22-مارچ ہے اس کو بعد میں آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال پہلے لوکل گورنمنٹ کو گیا تھا اور اس کے بعد واپس آگیا اور پھر اس ڈیپارٹمنٹ کو گیا تھا اس لئے بعد میں آیا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: نہیں۔ جناب سپیکر! میں نے اسی محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ سوال دیا تھا اور میرا سوال پہلے آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے آپ اپنا سوال پہلے کر لیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4584 ہے۔

ایم۔ڈی۔اے کو ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنے کی وجوہات

*4584 ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو گزشتہ 8 سالوں سے حکومت نے ترقیاتی فنڈز سے محروم رکھا ہوا ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو M.D.A کو ترقیاتی فنڈز کی مد میں فنڈز جاری نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب نے گزشتہ 8 سالوں کے دوران ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے تحت جو فنڈز مہیا کئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(رقوم ملین روپے میں)

سال	اے ڈی پی کے لئے جو تجاویز	اے ڈی پی میں مختص کردہ رقوم	مہیا کئے گئے فنڈز
1996-97	599.550	59.67041.593	
1997-98	308.490	19.186.20.742	
1998-99	106.905	52.089.77.823	
1999-00	285.000	25.00063.000	
2000-01	114.600	0.9751.000	

66.000	66.000	207.755	2001-02
---		168.415	2002-03
---		265.795	2003-04

(ب) ٹی ایم اے ملتان سٹی نے سال 03-2002 سے اب تک ایم ڈی اے کو کوئی ترقیاتی فنڈز فراہم نہ کئے ہیں اور نہ ہی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان نے ایم ڈی اے سے کوئی ڈیپازٹ ورک کروایا ہے۔ فنڈز جاری نہ کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، صدیقی صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اس میں جو سوال کیا تھا کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو گزشتہ آٹھ سالوں میں حکومت نے ترقیاتی فنڈز سے محروم رکھا ہوا ہے اور اگر جواب ہاں میں ہے تو ترقیاتی فنڈز نہ جاری کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں۔ ایک تو آپ اسمبلی کی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے کریں کہ میں نے سوال مارچ 2003 میں کیا تھا اور تین سال گزرنے کے بعد اب اس کی باری آ رہی ہے اور یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے ورنہ تو تین سال اسمبلی کی میعاد ہی نہیں ہوتی۔ یعنی اس ٹرم میں یہ باری نہ آتی اس لئے آپ اس کو بہتر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ اسمبلی انشاء اللہ پانچ سال چلے گی اور تین سال ہو گئے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اللہ آپ کی زبان مبارک کرے لیکن تین تین سال تک سوال کا جواب نہ آئے تو اس سلسلے میں ہم نمائندے کیا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ آپ ذرا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صدیقی صاحب! یہ خوش قسمتی ہے کہ آپ اس اسمبلی کے ممبر بنے ہیں اور یہ اسمبلی انشاء اللہ پانچ سال چلے گی۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! اب آپ جواب بھی تو ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! چیئرمین نہیں بلکہ میں ڈپٹی سپیکر ہوں اور آپ چیئرمین کی بجائے سپیکر مخاطب کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اب آپ جواب ملاحظہ فرمائیں۔ سوال کے جز (ب) کا جواب لکھا ہے کہ فنڈز جاری نہ کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے یعنی اندازہ

کریں کہ میں نے سوال بھی تو حکومت پنجاب کے ایک وزیر سے کیا ہے۔ اگر تو یہ وفاقی حکومت کا ہوتا تو یہ جواب میں لکھتے کہ جناب یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے لہذا یہاں پر discuss نہیں ہو سکتا۔ پہلی بات تو یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا سوال کیا ہے؟ آپ سوال کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اگر آپ جواب میں دیکھیں تو لکھا ہوا ہے کہ 04-2003 میں ایم ڈی اے کو ڈویلپمنٹ کی مد میں کچھ نہیں دیا گیا، 05-2004 میں بھی کچھ نہیں دیا گیا، 06-2005 میں بھی کچھ نہیں دیا گیا یعنی ان چار سالوں میں ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو، جس کا کام یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس کو ڈویلپمنٹ کا فنڈ دے گی اور وہ علاقے، میں شہر میں ڈویلپمنٹ کرے گی تو پچھلے چار سالوں میں اس کو ڈویلپمنٹ کے لئے ایک روپیہ نہیں دیا گیا جبکہ وہاں پر تین سے پانچ کروڑ روپے سالانہ افسران کی تنخواہوں، ٹیلی فون کے بل، بجلی کے بل اور ٹرانسپورٹ میں حکومت پنجاب کا خرچ ہو رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کیا حکومتی سرمائے اور قومی آمدنی کا غلط استعمال نہیں ہے کہ کسی ادارے کو تو آپ 15 کروڑ روپے قومی آمدنی کا چار سالوں میں دے دیں اور اس کو ڈویلپمنٹ کے لئے ایک روپیہ بھی نہ دیں۔ اگر ہم ڈویلپمنٹ کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں دیں گے تو وہ 15 کروڑ روپے ضائع ہو جائیں پھر ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو قائم رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر! دوسرا جزیہ ہے کہ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ جس طرح ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو کہ ان پسماندہ علاقوں کی ڈویلپمنٹ کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے قائم کی تھیں لیکن ماضی میں لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک حکمران کو اس علاقے کی ڈویلپمنٹ پسند نہ آئی اور انہوں نے یک جنبش قلم بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ادارہ ہی ختم کر دیا۔ ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ادارہ ہی توڑ دیا۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اگر لاہور والوں کے پاس اور گجرات والے حکمرانوں کے پاس ملتان کی ڈویلپمنٹ کرانے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو جس طرح ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ختم کیا ہے تاکہ وہاں پر کوئی ڈویلپمنٹ نہ ہو تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اسی طرح ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بھی ہمیشہ کے لئے ختم کر کے آپ یہ ثابت کر دیں کہ ہم کوئی ڈویلپمنٹ نہیں کرانا چاہتے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ختم کر کے آپ روایات قائم کریں کہ ہم ختم کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ پنجاب کی تاریخ میں آج تک کسی بھی وزیر اعلیٰ نے اتنے فنڈز جنوبی پنجاب کو نہیں دیئے تو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب حکومت ان کی ڈویلپمنٹ میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ ہم یہ ضرور مانتے ہیں کہ ان figures کے متعلق ایم ڈی اے کو جب 2003-04 میں ٹی ایم اے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے فنڈز نہیں دیئے لیکن اسی معاملے کو ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے جب چیف منسٹر صاحب کے سامنے take up کیا تو انشاء اللہ اگلے ADP میں ہم نے ڈویلپمنٹ فنڈز کے لئے سات کروڑ روپے رکھا ہوا ہے اور انشاء اللہ اگلے ADP میں بھی ہم ضرور رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر جاوید احمد صدیقی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری اس بات کا on the floor of the House یقین دلاتے ہیں کہ جو ڈیمانڈ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے بنا کر حکومت پنجاب کو بھیج دی ہے۔ یہ ensure کرتے ہیں کہ وہ فنڈز جو ایم ڈی اے نے ڈویلپمنٹ کے لئے مانگا ہے وہ اس مالی سال میں جاری کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ تاریخی طور پر آج تک پنجاب کے کسی بھی وزیر اعلیٰ نے جنوبی پنجاب کو ڈویلپمنٹ کے حوالے سے یا دوسری ڈویلپمنٹ کے حوالے سے جو بھی فنڈز دیئے ہیں وہ ریکارڈ پر ہیں اور میں انہیں یقین دہانی کروا سکتا ہوں کہ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کی ہوئی ہے اور انہوں نے خود بھی انہیں take up کیا ہوا ہے اور ہم ان کی ڈیمانڈز پر زیادہ سے زیادہ انہیں اکاموڈیٹ کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 1853 فیاض الحسن چوہان کا ہے، تشریف نہیں رکھتے، disposed of اگلا سوال 2441 مہر اشتیاق صاحب کا ہے جو انہوں نے withdraw کر لیا ہے اور اس سے اگلا 2442 بھی مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔ جی، اشتیاق صاحب!

ہیڈماسٹر ایل۔ڈی۔اے ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*2442 مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایل۔ڈی۔اے ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے ہیڈماسٹر کا نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ولدیت، ڈومی سائل اور بھرتی کی تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) بھرتی سے آج تک موصوف نے کہاں کہاں اور کس کس حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔اس سکول میں کب سے تعینات ہیں؟

(ج) بھرتی سے آج تک موصوف نے اثاثہ جات کے جو گوشوارے جمع کروائے، ان کی تفصیل فراہم کی جائے، بھرتی کے وقت موصوف کی جائیداد کیا تھی اور اب کتنی ہے؟

(د) بھرتی سے آج تک موصوف نے کتنی تنخواہ وصول کی، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا بھرتی کے وقت موصوف کی تعلیمی اسناد کی متعلقہ اداروں سے تصدیق کرائی گئی تھی۔ اگر کروائی گئی تھی تو نقل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہیڈماسٹر ایل ڈی اے ماڈل ہائی سکول (بوائز سیکشن) علامہ اقبال ٹاؤن کا نام حبیب الرحمن ولد غلام محمد جس کی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی باٹنی، ایم ایڈ (سائنس) کی بھرتی کی تاریخ 20-10-1993 ڈومیسائل پنجاب ضلع شیخوپورہ اور گریڈ 17 ہے۔

(ب) جناب حبیب الرحمن بطور ہیڈماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) گریڈ 17 میں 20-10-1993 سے 12-08-1995، بطور او ایس ڈی ایڈمن گریڈ 17 میں 13-08-1995 سے 03-12-1995 بطور او ایس ڈی قائداعظم مورخہ 04-12-1995 سے 06-04-1996 اور مورخہ 07-04-1996 سے تا حال بطور ہیڈماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(ج) آج تک موصوف کے اثاثہ جات کے فراہم کردہ گوشواروں کے مطابق بھرتی کے وقت ان کے نام دو عدد پلاٹ آٹھ مرلے واقع موضع جاتری گہنہ ضلع شیخوپورہ اور تین مرلہ موضع اچھرہ تھے جن کو فروخت کر کے ایک عدد دکان نمبر 11 صادق آرکیڈ واقع لنک روڈ ماڈل ٹاؤن 2003 میں خریدی جو کہ موصوف کے نام پر ہے۔

(د) بھرتی سے آج تک جناب حبیب الرحمن بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) نے تنخواہ کی مد میں مبلغ 14,46,854.00 روپے وصول کئے۔ جن کی تفصیل (تتمہ الف)لف ہے۔

SALARY STATEMENT OF CH. HABIB UR REHMAN HEADMASTER
DATE OF JOINING LDA MODEL HIGH SCHOOL
20-10-1993 UP TO 28-02-2006

SR. NO.	FINANCIAL YEARS	SALARY DRAWN
1.	1993-94	Rs. 46,092/-
2.	1994-95	Rs. 77,874/-
3.	1995-96	Rs. 68,114/-
4.	1996-97	Rs. 78,595/-
5.	1997-98	Rs. 77,976/-
6.	1998-99	Rs. 77,089/-
7.	1999-2000	Rs. 87,752/-
8.	2000-2001	Rs. 95,258/-
9.	2001-2002	Rs. 1,09,290/-
10.	2002-2003	Rs. 1,44,779/-
11.	2003-2004	Rs. 1,79,327/-
12.	2004-2005	Rs. 2,24,444/-
13.	2005-2006	Rs. 1,80,264/-
	TOTAL	Rs. 14,46,854/-

بھرتی کے وقت ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) کی تعلیمی اسناد کی تصدیق متعلقہ اداروں سے نہ کروائی گئی کیونکہ ان کے پاس اصلی اسناد موجود تھی جو کہ چیک کر لی گئیں نیز کسی بھی اہلکار یا ملازم کی اسناد کی تصدیق نہیں کروائی جاتی تاوقتیکہ ان اسناد میں کوئی شک وشبہ کا احتمال نہ پایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جز (ب) کا جواب پڑھ کے سنادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری: جناب سپیکر! جناب حبیب الرحمن بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) گریڈ 17 میں 20.10.1993 سے 12.08.1995 بطور اوایس ڈی ایڈمن گریڈ 17 میں مورخہ 13.08.1995 سے 03.12.1995 بطور او ایس ڈی قائداعظم ٹاؤن مورخہ 04.12.1995 سے 06.04.1996 اور مورخہ 07.04.1996 سے تاحال

بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو پڑھنے کی تکلیف اس لئے دی کہ ایک شخص کو انہوں نے 1993 میں بھرتی کیا اور صرف آٹھ ماہ وہ او ایس ڈی رہے اور آج تک وہ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ کیا یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے یا وہ شخص اتنا طاقتور ہے کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کے لئے اتنا ضروری ہے کہ وہ مسلسل ہیڈ ماسٹر ہے یا اسے بھرتی ہی ہیڈ ماسٹر کیا گیا ہے اس کا جواب دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل محترم دوست کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو بھی ہیڈ ماسٹر ٹھیک کام کر رہا ہو، علاقے کے لوگوں کو اور ڈیپارٹمنٹ کو کوئی شکایت نہ ہو تو اس سے زیادہ عرصہ بھی ہیڈ ماسٹر موجود رہتے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ ان کے لئے ہی کوئی خاص پالیسی وضع کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ محکمہ ایجوکیشن کا سوال ہے وہ جواب دے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وہ ایل ڈی اے کا سکول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن ٹرانسفر تو وہی کرے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! سکول ایل ڈی اے کا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر لوگوں کو شکایت نہ ہو تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے رولز کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ رولز کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے اگر کوئی شکایت ہو۔۔۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ہر محکمے میں تین سال کے بعد ٹرانسفر ہوتی ہے کیونکہ چیک اینڈ بیلنس رہے تاکہ نئے آنے والے کو پتا چلے کہ کیا صحیح ہو رہا ہے اور کیا غلط ہے؟ آپ نے سکول ایک ہی کے سپرد کر دیا ہے اور وہ جیسا چاہے چلا تا رہے آپ اس کو تبدیل کیوں نہیں کر سکتے وہ چودہ پندرہ سال سے وہیں جمے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتانے کی کوشش کی ہے کہ یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے جس کے خلاف کوئی شکایت نہ ہو اور وہ سکول صحیح چلا رہا ہو اور اس کی سالانہ کارکردگی اچھی ہو تو اس کو تبدیل کرنے کی ایسی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ان ڈیپارٹمنٹ میں ہوتا ہے جہاں مختلف administration اور مختلف پبلک سے متعلق کام ہوتے ہیں جہاں شکایات ہوں وہاں پر ہوتا ہے۔ ایجوکیشن میں اگر کوئی ٹیچر رزلٹ بھی صحیح دے رہا ہو اور وہ کام بھی صحیح کر رہا ہو تو اس کو کس جرم کی سزا میں خواہ مخواہ تبدیل کر دیا جائے۔ ہاں اگر میرے فاضل دوست کو کوئی شکایت ہے تو وہ لائیں ہم اس کو ضرور consider کریں گے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ عجیب سی بات ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جس کے خلاف کوئی شکایت نہ ہو اس کو تبدیل نہیں کیا جاتا یہ میری سمجھ میں تو ان کی بات نہیں آئی وہ اتنے سالوں سے کیوں براجمان ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی بہت قابل ہو تو اس کو ایک جگہ پر ہی رہنے دیا جائے، میں، یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ 16 سال سے ایک جگہ پر ہی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب وہ اوایس ڈی رہے تو وہ ہیڈ ماسٹر تو نہیں رہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کو دس سال ہو گئے ہیں دیکھیں تو سہی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ہماری اس میں عرض اتنی ہیں کہ ایل ڈی اے کا ایک ہی سکول بوائز ہائی سیکشن اور گرلز کا ہے ہمارے پاس ایل ڈی اے کے اور کوئی سکول ہے ہی نہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس وقت کیا کوئی ہیڈ ماسٹر نہیں تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ 1993 سے 1995 تک اوایس ڈی رہے ہیں پھر 1996 سے تاحال ہیڈ ماسٹر چلے آ رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! پھر ان کو اوایس ڈی کیوں لگایا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہیڈ ماسٹر تو نہیں تھے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ذرا جواب پڑھیں ان سے جواب اسی لئے تو پڑھا یا گیا تھا۔ اگر ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں تھی او ایس ڈی کیوں لگایا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جوان سے پہلے ہیڈ ماسٹر موجود تھے ان کے متعلق کوئی شکایت نہیں تھی وہ چلتے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کو مدت ملازمت میں تین سال سے زیادہ ہو گئے ہیں ان کو ٹرانسفر ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! کوئی دوسرا سکول موجود ہی نہیں ہے ایل ڈی اے کا صرف ایک ہی سکول ہے۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! جب سے آپ تشریف رکھے ہوئے ہیں میں سوال بھی سن رہی ہوں اور پارلیمانی سیکرٹری کے جواب بھی سن رہی ہوں۔ یہاں یہ ہو رہا ہے کہ سوال گندم جواب چنا۔ میری آپ سے اتنی گزارش ہے کہ براہ مہربانی! ایک تشنہ جو آپ ایک سوال کو چھوڑ دیتے ہیں جیسے وہ مردوں کا سوال حل نہیں ہوا اور ہم آگے چل پڑے ہیں ابھی تک وہ فیصلہ ہی نہیں ہوا کہ وہ مردے سر پر رکھ کر بازاروں اور گلیوں میں پھریں اور آپ نے کہہ دیا کہ یہ نپٹ گیا اب آگے چلیں۔ جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا مسئلہ ہے ۔۔۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! میری آگے بھی تھوڑی سی گزارش سن لیں ابھی انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص دس سال سے اس لئے ہے کہ وہ کام اچھا کر رہا تھا تو میری پارلیمانی سیکرٹری سے گزارش ہے کہ اگر وہ کام اچھا کر رہا تھا تو پھر اس کو او ایس ڈی کیوں بنایا گیا اس لئے بنایا کہ وہ تسلی بخش کام نہیں کر رہے ہوں گے۔ براہ مہربانی! ان کو کہیں کہ عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کیا کریں یہاں تو آپ لوگوں نے ادھر ادھر کر کے ڈگریاں لی ہوئی ہیں مگر ہم یہاں اس طرف پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہوئے

ہیں اور ہماری سمجھ میں آپ کی کارکردگی آ رہی ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمیں اس طرح چلانے کی کوشش نہ کریں ہمیں صحیح جواب چاہئے ہر اس سوال کا جو ہم پوچھ رہے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! سارا ٹائم پوائنٹ آف آرڈر اور ضمنی سوال میں ہی ضائع ہو جاتا ہے ہم نے بھی اپنے شہر کی کوئی بات کرنی ہوتی ہے تو پلیز آپ اس کو چلانے کی کوشش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح بات ہے اس لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر زیادہ نہ کریں۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2922 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

G.D.A کی رہائشی سکیموں اور الاٹمنٹس کی تفصیلات

*2922: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کتنی رہائشی سکیمیں بنائی ہیں، ان سکیموں میں کتنے پلاٹوں کی الاٹمنٹ مکمل ہو چکی ہے، جن کی الاٹمنٹ رہتی ہے وہ کہاں کہاں ہیں، ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا حکومت گوجرانوالہ میں مزید کوئی رہائشی سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پیشرو امپرومنٹ ٹرسٹ نے گوجرانوالہ میں 1960 میں ماڈل ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم بنائی تھی جس کے تمام رہائشی / کمرشل پلاٹس پالیسی کے مطابق الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے ایک عدد ہاؤسنگ سکیم برقبہ 241-ایکڑ واقع سیالکوٹ بائی پاس تجویز کی ہے اور اس سلسلہ میں مجوزہ سکیم اور جملہ شرائط کی منظوری کے لئے سمری افسران بالا کو ارسال کی جا چکی ہے۔ منظوری ہونے کے فوراً بعد سکیم ہذا پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے ایک ہاؤسنگ سکیم بنائی جا رہی ہے اس پرائیویٹ سیکٹر کا نام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: یہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پیشرو امپرومنٹ ٹرسٹ نے گوجرانوالہ میں 1960 میں ماڈل ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم بنائی تھی جس کے تمام رہائشی / کمرشل پلاٹس پالیسی کے مطابق الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال جز (ب) کے متعلق ہے اور یہ جز (الف) پڑھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے ایک عدد ہاؤسنگ سکیم برقبہ 241-ایکڑ واقع سیالکوٹ بائی پاس تجویز کی ہے اور اس سلسلہ میں مجوزہ سکیم اور جملہ شرائط کی منظوری کے لئے سمری افسران بالا کو ارسال کی جا چکی ہے۔ منظوری ہونے کے فوراً بعد سکیم ہذا پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو سمجھ نہیں آ رہی ہے وہ یہ بتا دیں کہ پرائیویٹ سیکٹر کون سا ہے، اس کا نام کیا ہے، کس فرم کے تعاون سے یہ سکیم بنائی جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ترقیاتی ادارہ گوجرانوالہ نے ایک مجوزہ ہاؤسنگ سکیم جو کہ پرائیویٹ وانوسٹر کے تعاون سے بنائی گئی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر کون سا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی، جاوید۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: What Javed?

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! جاوید اینڈ حامد کے نام سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا، construction کمپنی ہے یا کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! ان کے تعاون سے تھی میں اس میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ صرف یہ بتادیں کہ یہ فرم ہے یا ایسوسی ایشن؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: ایک منٹ صبر کریں اس میں جو detail بتاتا ہوں جب یہ مجوزہ سکیم پرائیویٹ انویسٹر کے تعاون سے شروع ہوئی تو اس کی سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو ارسال کی گئی۔ اس سمری پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اے سی ایس کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے اس سلسلے میں سفارشات وزیر اعلیٰ کو پیش کرنی تھیں۔ اس کمیٹی میں سیکرٹری ہاؤسنگ، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری قانون اور سیکرٹری ریگولیشن شامل تھے۔ اس ہائی لیول کی کمیٹی نے چند میٹنگوں کے بعد فیصلہ کیا کہ پرائیویٹ انویسٹر نے پہلے جتنی زمین G.D.A کو دینی ہے اس کے نام کرے پھر اس کے بعد معاہدہ کیا جائے گا۔ جب یہ شرط انویسٹر کو بتائی گئی تو وہ یہ شرط ماننے کو تیار نہ تھا لہذا یہ منصوبہ drop ہو گیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ پنجاب نے ایک پالیسی جاری کی کہ تمام ترقیاتی ادارے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کی پالیسی کے مطابق زمین کا پچیس فیصد مالکان اراضی کو develop plot کی شکل میں دے کر ہاؤسنگ سکیم بنا سکتے ہیں۔ یہ پالیسی موصول ہونے کے بعد ادارہ ہذا نے اخبار میں اشتہار کے ذریعہ مالکان اراضی کو G.D.A کے ساتھ مروجہ پالیسی کے مطابق اشتراک سے ہاؤسنگ بنانے کی تجویز دی۔ کسی مالکان اراضی نے ادارہ ہذا سے رابطہ قائم نہ کیا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں گیا۔ انھوں نے ایک آدمی جاوید حامد کا نام لیا ہے تو اس نام کی کوئی فرم نہیں ہے۔ اگر کوئی فرم ہے تو یہ اس کی paid capacity بتادیں کہ اس کی paid capacity کیا ہے، اس کا capital paid of کتنا ہے، اس معاہدے میں انھوں نے اس کا pay of capital تو دیکھا ہوگا، وہ بتادیں کہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: ہمارا ان سے کوئی معاہدہ ہوا ہی نہیں۔ اگر آپ نے اس پر کوئی fresh question کرنا ہے تو وہ پھر دوبارہ لے آئیں۔ ان کے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہوا، جی۔ڈی۔اے کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): اگر کوئی کنٹریکٹ نہیں ہوا تو پھر بغیر کنٹریکٹ کے یہ سمری کس طرح گورنمنٹ آف پنجاب کو بھیجی گئی ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے یہ جاوید حامد کمپنی کا نام لیا ہے تو پھر انھوں نے اس کمپنی کا کس زمرے میں نام لیا ہے صرف یہ بتادیں؟ آپ ابھی ریکارڈنگ چلوالیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جاوید اینڈ حامد ایک فرم تھی۔ یہ پرائیویٹ انویسٹر تھے اور ہمارے پاس facts and figures یہ ہیں کہ انھوں نے خود زمین خریدی یا ان کے تعاون سے یہ بنی تھی۔ یہ ایک تجویز تھی جو ختم ہو گئی ہے اور آگے نہیں چل سکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی رائے میں یہ سکیم نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ کہیں کہ یہ سکیم نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہی بتا رہا ہوں کہ یہ سکیم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بار بار یہ بتا رہے ہیں کہ فلاں کمپنی ہے، آپ کہیں کہ یہ سکیم ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: سکیم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس طرح واضح کہیں کہ یہ سکیم نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

بھئی! وہ کہتے ہیں کہ سکیم نہیں ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ on the floor of the House اس سوال کے متعلق غلط بیانی کی گئی ہے۔ میں اس کے خلاف تحریک استحقاق دوں گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ 241 ایکڑ زمین وہاں پر خریدی گئی ہے۔ سیالکوٹ بائی پاس پر 241 چھوڑ کر 41 ایکڑ بھی خالی

نہیں ہے۔ وہاں پر 20 ایکڑ سے زیادہ کوئی ایسا رقبہ نہیں ہے جو خالی ہو اور یہ بالکل غلط بیانی کی گئی ہے۔ میں اس کے خلاف تحریک استحقاق دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کہتے ہیں کہ یہ سکیم وہاں موجود ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): ہے ہی نہیں۔ یہ کہتے ہیں ناں کہ 241 ایکڑ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر 41 ایکڑ بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں آپ سے یہ سوال کر رہا ہوں کہ آپ جو وضاحت مانگنا چاہتے ہیں، آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ سکیم کون سی پرائیویٹ کمپنی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کمپنی وہاں نہیں ہے اور یہ سکیم نہیں ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میں بھی یہ کہتا ہوں کہ وہاں پر سکیم نہیں ہے تو پھر یہ جواب غلط کیوں دیا گیا ہے کہ وہاں پر اتنی زمین لی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی سمری بھیج دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ سمری بھیجی گئی تھی اور وہ سمری approve نہیں ہوئی۔ اس سکیم کی تجویز تھی لیکن approve نہیں ہوئی۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ جہاں پر یہ کہا گیا ہو کہ وہ سمری approve نہیں ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ اس سکیم کی تجویز تھی لیکن جس وقت وہ آئی، اس high level committee نے اس کو دیکھا، اس پر شرائط طے کیں اور اس پر ان کا ایگریمنٹ نہیں ہوا اس لئے وہ drop کر دی گئی۔ آپ کی یہی بات ہے ناں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! بالکل۔ میں نے یہی عرض کیا تھا کہ یہ تجویز تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سکیم نہیں ہے، drop ہو گئی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! on the floor of the House یہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ یہ جو تحریری جواب دیا گیا ہے اس کو بعد میں deny کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جواب میں یہی لکھ دیتے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں یہ لکھا ہے کہ "منظوری ہونے کے فوراً بعد سکیم ہذا پر کام شروع کر دیا جائے گا"۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ سکیم نہیں ہے، منظور نہیں ہوئی ہے، یہ لکھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منظور ہونے کے بعد۔

جناب سمیع اللہ خان: منظور ہونے کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہ پڑھیں۔ (شور و غل)

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! آپ سے میری انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے کہ being Custodian of the House آپ مہربانی کر کے ان کی وکالت نہ کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وکالت نہیں کر رہا۔ میں تو وہ بات آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ پھر یہ جواب کیوں دیا گیا ہے، یہ on the floor of the House غلط بیانی کیوں کی گئی ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! اصل میں یہ fault ڈیپارٹمنٹ کا ہے، ڈیپارٹمنٹ والے غلط جواب دیتے ہیں۔ غلط تحریر ہوتا ہے اور پوزیشن ہمارے منتخب نمائندے کی خراب کی جاتی ہے، بے چارہ معصوم سا پارلیمانی سیکرٹری ہے اور چودھری ظہیر صاحب سینئر آدمی ہیں، یہ چارج لیں ناں اور ڈیپارٹمنٹ کو کھینچیں جو غلط جواب ان کو بھیجتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست ایک وقت میں چار چار، پانچ پانچ کھڑے ہو کر ضمنی سوالات ارشاد فرمانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بیک وقت چھ ضمنی سوالات ہو رہے ہوں تو پارلیمانی سیکرٹری کس طرح ایک وقت میں چھ ضمنی سوالات کا جواب دے سکتا ہے؟ مہربانی کر کے ایک وقت میں ایک ضمنی سوال کریں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ایک سوال پر چھ چھ ضمنی سوال ہوتے ہیں۔ ضمنی سوال تو ایک تھا۔ پہلے انھوں نے جواب دیا کہ جاوید اینڈ حامد نامی کمپنی ہے اس کے ساتھ کنٹریکٹ ہوا اور بعد میں یہ کہہ دیا کہ ایسی تو کوئی سکیم ہی نہیں ہے تو اس میں چھ ضمنی سوالات کہاں سے آ گئے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو تو پتا ہی نہیں ہے۔ بعد میں انھوں

نے کہا کہ ایسی کوئی سکیم نہیں ہے اگر ایسی کوئی سکیم نہیں تھی تو پھر یہ جواب کیوں دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا کہ ایک پرائیویٹ انویسٹر کے تعاون سے ایک تجویز تھی۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ ہم اس میں یہی کہہ رہے تھے کہ جاوید اینڈ حامد ایک کمپنی تھی، پرائیویٹ انویسٹر تھے، ان کی ایک تجویز تھی۔ جب کمیٹی بنی اور اس کمیٹی نے انہیں شرائط بتائیں تو وہ اسے خود ہی withdraw کر گئے تو پھر وہ سکیم چلی ہی نہیں، بنی ہی نہیں۔ میں نے صرف یہ عرض کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پھر آپ کے جواب میں یہی چیز آنی چاہئے تھی جو ابھی آپ کہہ رہے ہیں، جواب میں کچھ اور ہے کہ اس میں جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔ اب یہ جواب تو نہیں آ سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ 2003 کا جواب ہے۔ یہ کافی پرانا تھا تو اس وقت یہ بات چل رہی تھی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ہمیشہ chair پر بیٹھ کر جب کوئی بات کرتے ہیں، یقینی بات ہے کہ آپ بہت بڑے مسئلے کو اپنے انداز میں حل کر لیتے ہیں۔ اب آپ نے جو آخر میں محسوس کیا ہے، جس کی طرف آپ نے پارلیمانی سیکرٹری کو اشارہ کیا ہے کہ وہ جو وضاحت کر رہے ہیں وہ کچھ اور ہے اور جواب کچھ اور ہے۔ آپ نے آخر میں اس سارے سوال کی درست نشاندہی کی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جس طرح آپ شفقت کے ساتھ اپوزیشن کو ڈانٹ لیتے ہیں اسی شفقت کے ساتھ اس محکمہ کو بھی ہدایت کریں ایک گھنٹے کے وقفہ سوالات میں محکمہ کے سیکرٹری پارلیمانی سیکرٹری یا پورے ڈیپارٹمنٹ کی جو کارکردگی ہے اس پر میں آپ کے comments چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہی کہہ رہا ہوں کہ آئندہ جو جواب آئیں اس میں وضاحت کی جائے کہ وہ particular subject کیا ہے، آیا اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟ اس میں ذو معنی بات نہیں ہونی چاہئے۔ میں یہ واضح ہدایت کرنا چاہتا ہوں۔ To the department is well, to the Ministery is well, to the House is well. (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ سوال کے مطابق بالکل درست جواب دیا گیا ہے۔ مجھے اپنے فاضل دوستوں کی سمجھ پر حیرانی ہو رہی ہے کہ وہ بالکل

سادہ سے جواب کو کیوں نہیں سمجھ پا رہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بالکل سادہ الفاظ میں جواب دیا ہے کہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے 241 ایکڑ پر ایک سکیم تیار کی گئی، ایک تجویز بنائی گئی۔ یہ تجویز پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے بنائی گئی تھی۔ یہ سکیم محکمہ ہاؤسنگ کو بھجوائی گئی جسے محکمہ نے منظور نہیں کیا لہذا یہ سکیم drop کر دی گئی۔ اس میں انھوں نے کسی قسم کی کوئی concealment نہیں کی، نہ ہی پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ کوئی خفیہ معاہدہ ہوا تھا جسے conceal کیا جا رہا ہے اور نہ ہی اس سکیم کو کسی dubious انداز میں carry out کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گردیزی صاحب! یہاں جواب میں لفظ "drop" استعمال نہیں کیا گیا، یہاں drop نہیں لکھا گیا۔ یہ بات تو انھوں نے on the floor of the House کہی ہے کہ drop کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت اب کی گئی ہے۔ اب وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے کہا ہے کہ سکیم زیر غور تھی اور اب drop کر دی گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے ایک رولنگ دی تھی اگر اس رولنگ پر آج اس محکمہ والوں اور میرے فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے عمل کیا ہوتا تو انھیں اس سبکی کا سامنا نہ کرنا پڑتا جو کہ آج بد قسمتی سے ہوا ہے۔ آپ نے اپنی رولنگ میں دو ٹوک الفاظ میں یہ کہا تھا کہ بعض دفعہ سوالات بہت پرانے ہوتے ہیں۔ جب ان کے جواب دیئے جائیں تو وہ update اور latest صورتحال کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اب یہ سوال 2003 کا ہے اور جواب بھی 2003 کا دیا جا رہا ہے۔ اگر فاضل پارلیمانی سیکرٹری اپنے محکمہ کے ساتھ discuss کر کے اس کا latest اور موجودہ صورتحال کے مطابق جواب تیار کر کے دیتے تو انھیں یہ سبکی نہ اٹھانی پڑتی۔ میں جناب سے پھر درخواست کروں گا کہ آپ اپنی رولنگ کے بارے میں انھیں مزید ہدایت فرمائیں کہ سوالات کے update جوابات یہاں پر دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح بات ہے۔ اب اس معاملے کو close کرتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔ جہانزیب امتیاز گل صاحب کے سوال نمبر 4507 کو pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہانزیب امتیاز گل صاحب کے سوال نمبر 4507 کو pending کیا جاتا ہے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

سالک آباد کالونی بند روڈ لاہور کے سیوریج کا مسئلہ

*1325: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے سالک آباد کالونی بند روڈ لاہور کا سیوریج سسٹم اکثر خراب رہتا ہے اور باوجود تحریری شکایات کے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جارہی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالونی کی گلی نمبر20 کے سیوریج کی حالت انتہائی خراب ہے اور اس کے مکین مشکلات میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ کئی اقسام کی امراض کا شکار ہورہے ہیں۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا کالونی کے سیوریج سسٹم کی اصلاح اور مکینوں کی شکایات دور کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) سالک آباد کالونی سوڈیوال کا سیوریج سسٹم اکثر ٹھیک رہتا ہے اور جب بھی کوئی شکایت ملے تو فوراً کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) گلی نمبر20 کا سیوریج بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔ اس کے مکین سیوریج کی وجہ سے کسی مشکل کا شکار نہیں ہیں؟

(ج) سیوریج سسٹم پہلے ہی ٹھیک ہے جب بھی کوئی شکایت موصول ہو فوراً کارروائی کی جاتی ہے۔

کھنہ روڈ راولپنڈی پر ٹریفک کھولنے کا مسئلہ

*1853: جناب فیاض الحسن چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی کی بند کھنہ روڈ کے حوالے سے حکومت کی کیا پلاننگ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کھنہ روڈ کی بندش کی وجہ سے راولپنڈی کے مسلم ٹاؤن، صادق آباد، خرم کالونی، بہاری کالونی اور سکریال کے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ اس سڑک کی بندش کی وجہ سے دولاکھ سے زائد آبادی کی ٹرانسپورٹ کا رش چراہ چوک پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے چوک پر گھنٹوں ٹریفک بلاک رہتی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس بند کھنہ روڈ کے حوالے سے حکومتی حلقوں کی طرف سے یہ اعلان بھی ہوتا رہا ہے کہ اسے عوام کے لئے کھولا جارہا ہے۔ حکومت کب تک مذکورہ بند سڑک کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے راولپنڈی شہر کی تمام اہم سڑکوں کی پلاننگ بمطابق ٹریفک و ٹرانسپورٹیشن مینجمنٹ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں کھنہ روڈ کو بنیادی و ترجیحی اہمیت حاصل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کھنہ روڈ کی بندش کے بعد علاقہ مسلم ٹاؤن، صادق آباد، خرم کالونی اور بہاری کالونی کے رہائشیوں کو آمدورفت کی مشکلات درپیش رہتی ہیں۔ مذکورہ علاقہ کی ٹریفک کھنہ روڈ بند ہونے کی وجہ سے گری روڈ استعمال کرتی ہے جس کی وجہ سے گری روڈ پر ٹریفک کا دباؤ بڑھ گیا ہے جو کہ اس کی استطاعت سے زیادہ ہے اس لئے مذکورہ علاقہ کی ٹریفک کو اکثر چراہ چوک میں مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔

(ج) حکومتی حلقوں کی طرف سے اعلانات کا علم نہ ہے البتہ مذکورہ سڑک کو پلاننگ کے مطابق کھلا کرنے اور از سر نو تعمیر کرنے کے لئے اندازاً 40 کروڑ روپیہ درکار ہے۔

جلال پارک و محمد علی پارک شاہدرہ لاہور کے ترقیاتی کاموں کا مسئلہ

*3028: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پارک محمود روڈ شرقی بالمقابل رستم سہراب فیکٹری شاہدرہ لاہور کے رہائشیوں کی درخواست پر محکمہ واسا لاہور نے 1998 میں جناب محتسب اعلیٰ پنجاب کی عدالت میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جلال پارک و محمد علی پارک کی گلیوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا؟

(ب) 1998 کے بعد اب تک اس یقین دہانی پر کیا عمل کیا گیا۔ نیز 1998 کے بعد جلال پارک و محمد علی پارک شاہدرہ میں پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے جو کام ہوا اس کی تفصیل بمع گلیاں و فنڈز مہیا کی جائے جن میں خصوصاً ۔ چٹھی نمبر DO/W/7746(OTM) مورخہ 29-07-2002، DMD(O& M)3135-38 -II مورخہ 04-05-2001 کا ریکارڈ مع گلیاں اور فنڈز کی تفصیل جہاں کام ہوا مہیا کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ واسا نے جناب محتسب اعلیٰ پنجاب کی عدالت میں یقین دہانی کرائی تھی کہ جلال پارک اور محمد علی پارک کی گلیوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا۔

(ب) اس کے بعد محکمہ واسا نے جلال پارک اور محمد علی پارک شاہدرہ میں پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے کوئی کام نہیں کرایا لیکن پانی کا پائپ اور ٹیوب ویل لگانے کے لئے تخمینہ بحوالہ نمبر D.M.D(E)/P&D/183-86 مورخہ 23-01-2001 بنا کر سیکرٹری ہاؤسنگ کو بھیج دیا تھا جو ابھی تک approve نہیں ہوا۔ چٹھی نمبر مورخہ 29-07-02 جو ذکر کیا گیا ہے واسا کے ریکارڈ میں نہیں ہے۔ چٹھی نمبر D.M.P(O&M)3135-38 مورخہ 04-05-2001 جو ذکر کیا گیا ہے، اس میں ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر آپریشن واسا نے 43150 روپے کی منظوری برائے مین ہول مرمت دی تھی اس کے تحت باقاعدہ وہاں مین ہول مرمت کئے گئے تھے۔

ایل۔ڈی۔اے کا دیگر ہاؤسنگ سوسائٹیز کی اراضی پر قبضے اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3066: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے اپنے رہائشی منصوبے ایونیو ون کے لئے 4۔ جولائی 2003 کو ایک جاری شدہ گزٹ نوٹیفکیشن نمبر 17(4)E-61 کے ذریعے ایسوسی ایشن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی متعدد رکن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے ڈویلپ شدہ پلاٹوں پر اعلیٰ عدالتوں کے حکم امتناعی کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے ہوئے قبضہ کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹیز میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی تھی اور اکثر اراکین اپنے پلاٹوں پر مکانات تعمیر کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹیز کے متاثرہ اراکین اور ان کی نمائندہ ایسوسی ایشن نے حکام بالا سے ملاقاتوں اور خط و کتابت کے ذریعے اس ناجائز قبضہ کو ختم کروانے کی کوشش کی ہے اور رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور نے اپنے D.O لیٹر نمبر RCS/IND/L-262/438-40 مورخہ 21۔جون 2003 کے ذریعے چیئرمین، ایل۔ڈی۔اے سے اس ناجائز قبضہ کو ختم کرنے کے لئے کہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیف منسٹر پنجاب کو ایک سمری بھیجی گئی ہے۔ جس کے ذریعے مذکورہ سوسائٹیز کی زمین پر ایل۔ڈی۔اے کا قبضہ ختم کرنے کی سفارش کی گئی ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سوسائٹیز کی زمین پر سے ایل۔ڈی۔اے کا ناجائز قبضہ ختم کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایل ڈی اے نے سرکاری ملازمین کے لئے رائیونڈ روڈ پر بنائی جانے والی ہاؤسنگ سکیم ایل ڈی اے ایونیو۔I کے لئے کسی بھی ایسی اراضی کا قبضہ حاصل نہیں کیا ہے جس کے بارے میں کسی بھی عدالت نے کوئی حکم امتناعی جاری کر رکھا ہے۔ متذکرہ سکیم کے نوٹیفکیشن سے قبل ایل ڈی اے کی طرف سے ایل ڈی اے ایونیو۔I کی حدود کے اندر جن پرائیویٹ یا کوآپریٹو ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری دی جا چکی تھی ان کا رقبہ ایل ڈی اے ایونیو۔I میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ تاہم ایل ڈی اے ایونیو۔I کے نوٹیفکیشن کے بعد چند سکیموں کے مالکان نے ایل ڈی اے سے این او سی یا منظوری حاصل کئے بغیر غیر قانونی طور پر ترقیاتی کام شروع کر دیئے جس کا انہیں کوئی اختیار نہیں تھا۔ ایل ڈی اے کی طرف سے حصول اراضی کی کارروائی شروع ہونے کے بعد ان سکیموں کے مالکان / ذمہ دار افراد نے مختلف عدالتوں میں ایل ڈی اے کے خلاف مقدمہ بازی شروع کر دی اور امتناعی احکامات حاصل کر لئے۔ ایل ڈی اے ان مقدمات کے فیصلے کا انتظار کر رہا ہے اور سر دست کسی ایسی اراضی کا قبضہ حاصل نہیں کیا گیا جو حکم امتناعی کی زد میں آتی ہو۔

(ب) پرائیویٹ یا کوآپریٹو ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور خرید و فروخت ایل ڈی اے سے متعلقہ نہیں ہے۔ تاہم ان سکیموں کے ارکان کی طرف سے پلاٹوں پر مکانات تعمیر کرنے کی تیاریاں ایک ناممکن عمل ہے کیونکہ یہ تمام سکیمیں ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں شامل ہیں جن میں مکانات کی تعمیر کے لئے ایل ڈی اے سے نقشے کی منظوری حاصل کرنا ایک پیشگی قانونی تقاضا ہے۔ ایل ڈی اے کسی غیر قانونی / غیر منظور شدہ سکیم میں مکانات کی تعمیر کے لئے نقشوں کی منظوری نہیں دیتا۔

(ج) یہ بات درست نہیں ہے کہ ایل ڈی اے نے ہاؤسنگ سوسائٹیز کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز نے ان سوسائٹیوں کی زمین کو ایل ڈی اے ایونیو۔I سے خارج کرنے کے لئے جون 2003 میں چیئرمین ایل ڈی اے کو ایک خط ارسال کیا تھا جس کے جواب میں ایل ڈی اے نے ریکارڈ کے مطابق رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کو آگاہ کر دیا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی سکیم ایل ڈی اے کی منظور شدہ ہے اور نہ ہی ان کے مالکان نے سکیم شروع کرنے سے قبل ایل ڈی اے سے کوئی این او سی حاصل کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں سکیم سے خارج کرنا ممکن نہیں۔

(د) ایل ڈی اے کو رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھیجی جانے والی ایک سمری موصول ہوئی تھی جس پر ایل ڈی اے نے حقائق اور ریکارڈ کے مطابق 25-07-2003 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کو جواب سے آگاہ کر دیا ہے۔

(ہ) اس کا جواب مندرجہ بالا پیروں میں تفصیل سے دے دیا گیا ہے۔

نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم سرگودھا پر حکومتی اخراجات و آمدن کی تفصیلات

*3131 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کی Low Income ہاؤسنگ سکیم پر حکومت پنجاب کی رقبہ اکوائر کرنے اور ڈویلپمنٹ تک کل کتنی لاگت آئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکیم No-Profit, No-Loss پر بنائی گئی تھی۔ اب تک حکومت پنجاب اس سکیم سے کتنا منافع حاصل کر چکی ہے اور کتنی مالیت کے پلاٹ اب خالی پڑے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم سرگودھا (Low income Housing Scheme-I Sargodha) پر حصول رقبہ، ترقیاتی کاموں و انتظام و نصرام پر 87.41 ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) یہ سکیم رہائشی پلاٹوں کی حد تک No Prfit No Loss پر بنائی گئی تھی۔ 30-06-2003 تک حکومت پنجاب اس سے 177.967 ملین روپے وصول کر چکی ہے۔ تقریباً 14.450 ملین روپے مالیت کے پلاٹ ابھی خالی پڑے ہیں۔

سرکلر روڈ لوہاری گیٹ لاہور پر چوبیس گھنٹے کے لئے انڈر پاس کی سہولت کی فراہمی

*3195 جناب نوید عامر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوہاری دروازہ اور انار کلی لاہور کے درمیان سرکلر روڈ پر ایک زیرزمین راستہ عوام کی سہولت کے لئے ٹریفک کے رش سے بچنے کے لئے بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل یہ راستہ صبح 10 بجے تک بند رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انڈر پاس صبح کے وقت بند ہونے کی وجہ سے طلباء/طالبات اور ملازمت پیشہ افراد کو بروقت سکولوں اور دفتروں میں جانے میں دشواری پیش آرہی ہے جبکہ یہ انڈر پاس بنیادی طور پر عوام کی سہولت کے لئے بنایا گیا تھا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ انڈر پاس کو 24 گھنٹے کی سہولت کے لئے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی نہیں۔ موقع پر ایک چوکیدار تعینات شدہ ہے اور راستہ صبح 6 بجے عوام کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔

(ج) جی نہیں۔ جیسا کہ جواب (ب) میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ راستہ صبح 6 بجے کھول دیا جاتا ہے اور کسی راہ گیر کو کوئی تکلیف نہ ہے۔ یہ عوام الناس کو سہولت بہم پہنچا رہا ہے۔ آج تک کوئی تحریری شکایت دفتر ہذا میں موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) جی نہیں کیونکہ انڈر پاس میں میڈیسن کی مارکیٹ بھی ہے اور ان افراد کا کروڑوں کا کاروبار ہے جس میں چوری کا اندیشہ ہے، اس کے علاوہ یہ شکایت بھی ملتی رہی ہے کہ آوارہ اور نشئی لوگ رات کو انڈر پاس کو نشے اور واردات کے لئے استعمال کرتے ہیں اس لئے رات کو انڈر پاس بند کر دیا جاتا ہے۔

لاہور کی کھاڑک اور ملحقہ آبادیوں میں فراہمی آب کے لئے ٹیوب ویل کی تنصیب

*3358 رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھاڑک ملتان روڈ لاہور کے مکینوں کے لئے کچھ عرصہ قبل ٹیوب ویل نصب کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھاڑک میں کالونیوں کی تعمیر سے آبادی میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے کھاڑک کے مکینوں کو رات کو چند گھنٹے پینے کے لئے پانی میسر ہوتا ہے اور بقیہ کالونیاں رات دن پینے کے پانی سے محروم رہتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مین گلی (جے پی فاؤنڈیشن سکول) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کے قریب بہنے والے گندے نالہ کے پاس پڑی خالی جگہ پر کھاڑک کے مکینوں کے لئے ٹیوب ویل نصب کرنے کی منظوری دی تھی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جگہ پر ٹیوب ویل نصب کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کھاڑک کے ملحقہ آبادی میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے مگر مکینوں کو مناسب مقدار اور pressure پر پانی ملتا رہتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے اس جگہ کوئی ٹیوب ویل لگانے کی منظوری دی تھی۔

(د) فی الحال اس علاقے میں کوئی چھوٹے پیمانے پر کام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کے لئے مفصل منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اور واسا کے پاس اس وقت نہ تو کوئی ایسی سکیم ہے اور نہ ہی ضرورت کے مطابق فنڈز دستیاب ہیں۔

فیصل آباد میں کم آمدنی والے افراد کے لئے بننے والی رہائشی سکیموں کی تفصیل

*3915: بیگم نور النساء ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ نے فیصل آباد کے کم آمدنی والے افراد کے لئے کوئی رہائشی سکیمیں تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا ہے؟

(ب) مذکورہ رہائشی سکیموں کے لئے کتنی زمین مختص کی گئی ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ج) متذکرہ رہائشی سکیمیں کب تک مکمل ہوں گی۔ الاٹمنٹ کا کیا معیار ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے فیصل آباد میں ایک تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم ترتیب دی ہے۔

(ب) تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم ستیانہ روڈ فیصل آباد 69.66 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔

(ج) تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم میں سول ورکس مکمل ہو چکے ہیں جبکہ بجلی کا کام 30-06-2005 تک مکمل ہو جائے گا۔ اس سکیم میں تین مرلہ کے 1645 میں سے 1455 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کئے جا چکے ہیں۔

لاہور میں ارکان اسمبلی کے لئے فیملی لاجز کی تعمیر

*3916: بیگم نور النساء ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سرکاری ملازمین کے لئے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں رہائش گاہیں تعمیر کر رکھی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے کوئی ایسی رہائش گاہیں یا کالونی تعمیر نہیں کی جس میں وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ رہ سکیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے بھی لاہور میں رہائش گاہیں تعمیر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پنجاب کو ایم پی ایز کے لئے ایک علیحدہ رہائشی کالونی تعمیر کرنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ بشرطیکہ محکمہ کو کالونی بنانے کے لئے سرکاری یا پرائیویٹ زمین کی نشاندہی۔ حصول اور تعمیراتی کام پر آنے والے اخراجات (فنڈز) مہیا کر دیئے جائیں تو کالونی ہذا تعمیر کی جاسکتی ہے۔

ایف۔ڈی۔اے فیصل آباد، 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4303 جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ایف۔ڈی۔اے، فیصل آباد میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا اور یوڈی ونگ میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہر حال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قوانین مجریہ 1974 کے رولز A-17 کے تحت جو ملازمین مورخہ 1993-08-28 یا اس کے بعد فوت ہوئے یا طبی بنیادوں پر ریٹائر کئے گئے، کے ایک بے روزگار لڑکے کو گریڈ نمبر 1 میں بھرتی کیا گیا ہے۔ ایسے افراد جن کی تعداد واسا میں 40 اور یوڈی ونگ میں 2 ہے کی فہرست، تتمہ (اے) اور (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیر حوالہ رولز A-17 کے تحت مذکورہ بھرتی کے لئے عام بھرتی پالیسی کے لئے طریق کار پر عمل کیا جانا درکار نہ ہے۔ میرٹ کے سلسلہ میں امیدواران کے قانونی استحقاق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

(ج) متذکرہ افراد کو ملازمت میں تفویض اختیارات کے تحت تقرری کے مجاز آفیسر کی منظوری سے رکھا گیا ہے۔

(د) جیسا کہ درج بالا سطور میں واضح کیا گیا ہے رولز A-17 کے تحت ملازمت دیئے جانے کے عام بھرتی کے طریق کار اور اخبارات میں بذریعہ اشتہار درخواستیں وصول کرنا درکار نہ ہے۔

(ہ) کسی فرد کو ملازمت میں رکھتے وقت رولز میں نرمی نہ کی گئی ہے۔

گوجرانوالہ میں فراہمی آب کے ٹیوب ویلوں کی تعداد اور دیگر تفصیل

*4496 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ واسا کا شہری حدود میں پانی کی سپلائی کے لئے ٹیوب ویل لگانے کا کیا criteria ہے؟

(ب) واسا کے ایک ٹیوب ویل سے عموماً کتنے گھروں کو پانی سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ج) واسا گوجرانوالہ نے شہریوں کو پانی کی سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ لگائے ہوئے ہیں اور ان میں سے کتنے خراب اور کتنے چالو حالت میں ہیں؟

(د) گوجرانوالہ کی موجودہ آبادی کے لحاظ سے کتنے ٹیوب ویل ہونے چاہئیں اور کتنے ٹیوب ویل کم ہیں؟

(ہ) اس شہر کی demand کے مطابق مزید کتنے ٹیوب ویل واسا لگانے کا ارادہ کب تک رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پانی کی ضرورت کے مطابق جو کہ 50 گیلن فی کس یومیہ کے حساب سے ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں۔

(ب) شہر میں مختلف گنجائش کے کئی ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں تاہم 50 گیلن فی کس یومیہ کے حساب سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔

(ج) شہر میں 45 ٹیوب ویل نصب ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل بور ختم ہو جانے کی وجہ سے بند پڑے ہیں جن کے متعلق اعلیٰ حکام کو آگاہ کر دیا گیا ہے لیکن تاوقت کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔

1۔	سیٹلائٹ ٹاؤن	1عدد
2۔	موتی گراؤنڈ	1عدد
3۔	دھلے چوک	1عدد
4۔	پیپلز کالونی	1عدد
5۔	شیرانوالہ باغ	2عدد
6۔	جنت بی بی	1عدد

(د) شہر کی آبادی تقریباً 14 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ شہر میں 45 ٹیوب ویل نصب ہیں جو کہ شہر کی تقریباً 30 فیصد آبادی کو بمشکل پورا کر رہے ہیں جبکہ کل ضرورت 150 ٹیوب ویلز کی ہے اس لئے کہ آبادی کا 70 فیصد حصہ پینے کے صاف پانی سے محروم ہے۔

(ہ) شہر کی ضروریات کے مطابق تین سالہ ماسٹر پلان بنایا گیا ہے جونہی فنڈز میسر ہوئے اس پلان پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

فیصل آباد، ٹیوب ویلز کی وجہ سے زیرزمین پانی کی سطح پر اثرات

*4507 جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area میں water supply کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان tubewells کا water table پر کیا effects پڑے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area پر water pumping کی وجہ سے Lowering of Water Table ہوئی ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) دیگر بہت سے عوامل کے ساتھ واسا کے 28 ٹیوب ویلز اور اس کے علاوہ علاقے میں موجود دوسرے سینکڑوں پرائیویٹ ٹیوب ویلز سے واٹر ٹیبل متاثر ہوا ہے۔

(ج،د) واٹر ٹیبل کم ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں، ٹیوب ویلز کی تنصیب ان میں سے ایک وجہ ہے، خواہ یہ ٹیوب ویل واسا نے لگائے ہوں یا زمینداروں نے واٹر ٹیبل کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ موسمی حالات ہیں گزشتہ چند سالوں سے بارشوں کی کمی اور خشک سالی کی وجہ سے پنجاب بھر میں واٹر ٹیبل کم ہوا ہے۔

فیصل آباد، ٹیوب ویلز کی تنصیب کے لئے محکمہ I&P سے NOC کا اجراء

*4508 جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ J.I.C.A اور WASA، Jang Branch Canal کے Right of way پر Tubewell install کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) کیا اس کے لئے Irrigation Deptt سے کوئی این او سی، required ہے۔ اگر ہے تو کب issue کیا گیا ہے۔ این۔ او۔ سی issue کرنے پر کن parameter کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) Irrigation Deptt سے این او سی، required, تھا۔ متعلقہ این او سی مورخہ 20-03-2003 نمبر 2951/W11/2003/108/98 کے تحت issue ہوا۔

detailed study کے بعد Iri Lhr نے رپورٹ دی کہ seepage تقریباً سات کیوسک فی میل ہے اور ٹیوب ویلز کے ذریعے پانچ کیوسک فی میل پانی لیا جائے گا۔

ماڈل ٹاؤن بہاولنگر میں قبرستان کے لئے اراضی مختص کرنے کا مطالبہ

*4576 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں ایک نئی رہائشی کالونی ماڈل ٹاؤن کے نام سے تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی کالونی بنانے سے قبل مسجد، سکول، پارک اور قبرستان کے لئے اراضی مختص کرنا لازمی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالونی میں قبرستان کے لئے کوئی اراضی مختص نہیں کی گئی۔ اس لئے مکینوں کو فوت ہونے والے افراد کی تدفین کے لئے دور کسی دوسری جگہ پر جانا پڑتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالونی میں قبرستان کے لئے اراضی مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ کالونی قبرستان میں کوئی جگہ مخصوص نہ کی گئی ہے کیونکہ کالونی کے قریب ہی ایک قبرستان واقع ہے۔

(د) جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

کوٹ ادو میں صحافی کالونی کا قیام

*4599جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں صحافی کالونیاں بنائی جا رہی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوٹ ادو میں بھی صحافیوں کے لئے کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) صوبہ پنجاب میں جرنلسٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن معرض وجود میں آچکی ہے۔ صحافیوں کے لئے کالونیاں بنانا اب مذکورہ فاؤنڈیشن کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

کوٹ ادو، مظفر گڑھ میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی کا قیام

*4602جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں وکلاء کے لئے کالونیاں بنائی جا رہی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں بھی وکلاء کے لئے کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) وزیراعلیٰ پنجاب نے تمام ڈی سی اوز کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ وکلاء کے لئے رہائشی کالونیوں کے حوالہ سے ضلع ناظمین اور صدور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کی میٹنگ بلائیں اور ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کریں۔ چونکہ یہ معاملہ بنیادی طور پر ڈی سی اوز سے متعلقہ ہے لہذا ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اضلاع سے تجاویز کے انتظار میں

ہے اور اپنے ضلعی افسران کو اس ضمن میں پیشرفت سے آگاہ رکھنے کے لئے ہدایات دے دی ہیں۔

(ب) کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی کا جائزہ ضلع مظفر گڑھ سے تجویز کی روشنی میں لیا جائے گا۔

ماڈل ٹاؤن کالونی بہاولنگر کے تفریحی پارکوں میں سہولیات کی تفصیل

*4608 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر کی ماڈل ٹاؤن کالونی میں بچوں کی سیر و تفریح کے لئے پارک تعمیر کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالونی کے پارکوں میں پارک سے متعلقہ سہولت نام کی کوئی چیز نہ ہے؟

(ج) متذکرہ کالونی کے قیام سے تاحال مذکورہ پارکوں پر کتنی رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی ہے اور پارکوں میں کون کونسی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز(الف)، (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالونی کے پارکوں کے لئے رقم مختص کرنے اور مطلوبہ سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) سکیم ہذا میں پارکوں کے لئے جگہ مخصوص کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ نے سکیم ہذا 1980 میں بلدیہ بہاولنگر کے حوالے کر دی۔ مخصوص جگہ پر پارک سے متعلقہ سہولیات مہیا کرنا TMA بہاولنگر کی ذمہ داری ہے۔

(ج) جواب جز(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) جواب جز(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں فراہمی آب کے لئے نصب ٹیوب ویلز کی تفصیلات

*4651چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں واسا نے شہریوں کو پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ نصب کر رکھے ہیں ان ٹیوب ویلوں کے نمبر کیا ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیوب ویل خراب اور کتنے چالو ہیں؟

(ج) ان ٹیوب ویلوں سے کتنے گیلن پانی روزانہ شہریوں کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(د) یہ ٹیوب ویلز اس شہر کی25لاکھ آبادی کے لئے کافی ہیں۔ اگر ناکافی ہیں تو ان کی تعداد میں اضافہ کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل45ٹیوب ویل نصب ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

LIST OF MACHINERY OF WATER WORKS
(TUBE-WELL) WASA (GDA) GUJRANWALA

Sr. No.	Name of Location	No. of Machinery sets Remars
1.	Sheikhupura Chowk.	1
2.	Nian Chowk	1
3.	Janat Bibi Park	1
4.	Monji Ground	1
5.	Girjak (Rehman Pura)	1
6.	D.C.Road	1
7.	Hamilton Road	1
8.	Dhulley Chowk	1
9.	Fareed Town	1
10.	Chaman Shah	1
11.	Camp No.4, Camp No.1	1
12.	Chaman Shah Tanki	1
13.	Satellite Town	2
14.	Shahpur Khiali Tanki	1
15.	Model Town A	3
16.	Small Estate	1
17.	Lady Park Model Town	2
18.	Nowshera Road	4
19.	Sheranwala Bagh	5
20.	Haidri Road	1
21.	Race Course Road	1
22.	Abadi Mir Muzzafar	1
23.	Changar Abadies	1
24.	Rehman Pura	1

25.	Kangani Wala	**1**
26.	Rtta Bajwa	**1**
27.	Liaqat Bagh	**3**
28.	Peoples Colony	**4**
29.	Jinnah Road	**1**
Total		**45**

(ب) ان 45 ٹیوب ویلز میں سے سات ٹیوب ویلز بور ختم ہو جانے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ ان کی نئی بورنگ کے لئے تحصیل، ضلعی اور پنجاب حکومت کو فنڈز کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔ جونہی فنڈز فراہم کئے جائیں گے اور سات ٹیوب ویلز کے نئے بور کروا کر انہیں پرانی مشینری کے ساتھ ہی چالو کر دیا جائے گا۔

(ج) واسا گوجرانوالہ کے شہریوں کو 29 ملین گیلن پانی روزانہ فراہم کرتا تھا مگر سات ٹیوب ویلز خراب ہونے کی وجہ سے اب صرف 26 ملین گیلن پانی فراہم کر رہا ہے۔

(د) گوجرانوالہ شہر کی آبادی تقریباً 14 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں سے 30 فیصد شہریوں کو پینے کا صاف پانی مہیا ہے جو کہ 350 تا 400 فٹ کی گہرائی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ باقی 70 فیصد آبادی اپنے انتظام کے تحت ہینڈ پمپ اور ڈونکی پمپ کے ذریعہ 60 تا 100 فٹ کی گہرائی سے پانی حاصل کرتی ہے جو کہ کسی طرح بھی ضامن صحت نہ ہے۔ شہر کے پانی کی کل ضروریات کے مدنظر کل 110 ٹیوب ویلز درکار ہیں جب کہ اس وقت شہر میں صرف 38 ٹیوب ویلز ہیں۔ شہریوں کی پانی کی ضروریات کے پیش نظر 72 ٹیوب ویلز مزید درکار ہیں۔ تین سالہ ماسٹر پلان تیار کر کے حکومت کو بھیج دیا ہے جونہی فنڈز مہیا کئے گئے کام شروع کر دیا جائے گا۔

شاہدرہ اور ماڈل ٹاؤن بہاولپور میں سیوریج
اور متاثرہ سڑک کی تعمیر کی تفصیل

*4867 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور کی آبادیوں شاہدرہ اور ماڈل ٹاؤن میں سیوریج کی نئی مین لائن طے شدہ تاریخ تکمیل سے کتنے عرصہ بعد مکمل ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ لائن کے بچھانے کے دوران جو سڑک توڑی گئی اس کی مرمت کام کے تخمینہ میں شامل نہ تھی؟

(ج) مذکورہ سڑک کب تک مرمت کر دی جائے گی۔اس تاخیر کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیاکارروائی ہوئی ہے؟

وزیرپبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) بہاولپور شہر کی آبادیوں شاہدرہ اور ماڈل ٹاؤن سی میں سیوریج کی نئی لائنیں ضلعی ترقیاتی پروگرام کے تحت بچھائی گئی ہیں۔ان پر کام مورخہ 29-05-2002 کو شروع ہوا۔ معاہدہ کے تحت کام چھ ماہ میں مورخہ 28-11-2002 کو مکمل ہونا تھا جبکہ اس کی تکمیل مورخہ 17-08-2003 کو ہوئی۔

(ب) مذکورہ سیوریج لائن کو منظور شدہ تخمینہ کے مطابق میٹل روڈ کے ساتھ ساتھ کچا شولڈر میں بچھانا تھا لیکن جب کام شروع کیا گیا تو کچا شولڈر میں سوئی گیس کی پائپ لائن بچھی ہوئی پائی گئی۔ لہذا سیور لائن بچھانے کے لئے مجبوراً پکی سڑک کو توڑنا پڑا۔جہاں سیور لائن بچھائی گئی۔اصل estimate میں سڑک کی مرمت کی رقم شامل نہ تھی۔

(ج) سڑک کی مرمت کے لئے علیحدہ estimate مالیتی -/2,68,600 روپے بذریعہ چٹھی نمبری 1258 مورخہ 13-05-2004 ضلعی حکومت کو منظوری کے لئے بھیجا ہوا ہے اوراس کی رقم بھی ضلعی حکومت نے مہیا کرنی ہے۔جونہی ضلعی حکومت کی جانب سے اس کام کے لئے ٹی ایم اے بہاولپور کو فنڈ مہیا کر دیئے گئے سڑک کی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں تجاوزات کی تفصیل

*4910 شیخ اعجاز احمد: کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال ٹاؤن میں ہماء بلاک، نرگس بلاک، رضا بلاک، کشمیر بلاک، زینب بلاک؟ میں کتنی ناجائز/ غیر قانونی تجاوزات ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں قانون کے تحت ڈبل سٹوریز تک عمارات بنائی جاسکتی ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں متعدد عمارات ٹرپل سٹوریز یا غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا غیر قانونی عمل میں متعلقہ انسپکٹر ٹاؤن، اہلکاران و آفیسران پوری طرح ذمہ دار ہیں؟

(ہ) اگر مذکورہ انسپکٹر ٹاؤن اہلکاران میں ملوث نہیں ہیں تو ان تجاوزات کا ذمہ دار کون ہے۔ اس کا نام، عہدہ ایوان کو بتایا جائے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ناجائز تجاوزات کے بارے میں درخواستیں ایل۔ڈی۔اے کے دفتر میں جمع کروائی گئیں؟

(ز) کیا ایل۔ڈی۔اے کے انسپکٹر ٹاؤن و دیگر اہلکاران نے ان درخواستوں پر عملدرآمد کروایا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ح) کیا حکومت اس سارے دھندے میں ملوث اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ان بلاکوں میں جو بھی ناجائز / غیر قانونی تجاوزات ہوں ان کو وقتاً فوقتاً آپریشن کر کے ختم کر دیا جاتا ہے اور ان ناجائز غیر قانونی تجاوزات کرنے والوں کے خلاف دفعہ 33/34 کے تحت ابھی تک 203 چالان ایل ڈی اے مجسٹریٹ کی عدالت میں ارسال کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) ایل ڈی اے کی سکیم علامہ اقبال ٹاؤن میں ٹرپل سٹوریز تک عمارات بنائی جاسکتی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں ٹرپل سٹوری رہائشی عمارت بنانے کی اجازت ہے علامہ اقبال ٹاؤن میں بلڈنگ قوانین مجریہ 1984 کی شق نمبر (2)54 کے مطابق کوئی بھی رہائشی عمارت 38 فٹ کی بلندی تک بنائی جاسکتی ہے۔

(د) اس غیر قانونی عمل میں ایل ڈی اے کا کوئی اہلکار ملوث نہ ہے تمام غیر قانونی تعمیرات کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے کے اہلکاران کسی غیر قانونی تعمیر میں ملوث نہ ہیں۔

(و) جب بھی کوئی ایسی درخواست ناجائز تعمیرات کی ایل ڈی اے میں آتی ہے تو اس تجاوزات کے خلاف ایل ڈی اے کے قواعد کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(ز) جب بھی کوئی ایسی درخواست موصول ہوتی ہے تو اس پر کارروائی کی جاتی ہے۔

(ح) محکمہ کے اہلکاران اگر کسی ناجائز تعمیر / تجاوزات میں ملوث پائے جائیں تو ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں انسپکٹرز کی عرصہ تعیناتی اور محکمانہ انکم کی تفصیل

*4912 شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) علامہ اقبال ٹاؤن میں اس وقت کتنے انسپکٹرز ٹاؤن کام کر رہے ہیں اور کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ب) علامہ اقبال ٹاؤن میں انسپکٹر ٹاؤن و بلڈنگ کو جو اتھارٹی تعینات کرتی ہے اس کا عہدہ و نام ایوان کو بتایا جائے؟

(ج) علامہ اقبال ٹاؤن میں تعینات انسپکٹرز ٹاؤن کی تعیناتی کے دوران کتنی کتنی انکم محکمہ کے فنڈ میں جمع کروائی گئی۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) علامہ اقبال ٹاؤن میں اس وقت دو بلڈنگ انسپکٹرز کام کر رہے ہیں جن کے نام اور تاریخ تعیناتی مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	تاریخ تعیناتی
1۔	انجم سلیم	19-04-2004
2۔	عبدالجبار	29-04-2004

(ب) بلڈنگ انسپکٹر کی تعیناتی ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن ایل ڈی اے کرتا ہے اس وقت اس عہدہ پر چوہدری عبدالحمید صاحب فائز ہیں۔

(ج) 01-07-2003 سے 29-06-2004 تک علامہ اقبال ٹاؤن سے کمرشلائزیشن فیس کی مد میں کل رقم مبلغ -/54,61,492 روپے جمع ہوئی ہے اور Building Violation کی مد میں کل رقم -/18,75,325 روپے جمع ہوئی ہے۔

محکمہ ہاؤسنگ گوجرانوالہ میں2002تاحال بھرتی کی تفصیل

*4936:چودھری زاہد پرویز:کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2002 سے آج تک محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام،ولدیت ، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت،ڈومیسائل اورپتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) اگران افراد کو میرٹ پر بھرتی کیاگیاتو میرٹ بنانے کاطریق کاراور میرٹ بنانے کاطریق کاراور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے ؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(د) اگریہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئی توان اخبارات کے نام،تاریخ مع نقل فراہم کی جائے ؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا،ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں ؟

وزیرہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) یکم جنوری2002 سے آج تک محکمہ ہاؤسنگ شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع گوجرانوالہ میں باقاعدہ طور پر کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

(ب) سوال(الف)کے جواب کے بعداس کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

(ہ) واسا (جی۔ڈی۔اے)گوجرانوالہ میں دو عدد خواتین (ایک مارتھا بی بی بیوہ عباس مسیح،دوسری شمیم بی بی بیوہ پطرس مسیح)بطور سینٹری ورکرز بھرتی کی گئیں،کیونکہ ان کے شوہر دوران ڈیوٹی مورخہ 2002-07-16 کو سیوریج سسٹم کو صاف کرتے ہوئے گیس کی وجہ سے وفات پاگئے تھے، گورننگ باڈی میٹنگ جوکہ مورخہ 19-10-2002 کو منعقد ہوئی تھی۔گورننگ باڈی کے فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو بھرتی کیا گیا۔

سبزہ زار لاہور میں پارک کے لئے صاف پانی کی فراہمی

*5071 **محترمہ کنول نسیم**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار (ای) اور (ایف) بلاک کے درمیان ڈونگی پارک مسجد والی کو ڈیزل انجن ہونے کے باوجود صاف پانی مہیا نہیں کیا گیا اور اب جبکہ حکومت نے ڈیزل انجن کی بجائے موٹر الیکٹرک والا انجن فراہم کر دیا ہے پھر بھی علاقہ کے پارک میں صاف پانی مہیا نہیں کیا جاتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارک کو گٹر کے گندے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ جس کے باعث علاقہ میں جلدی و موذی اور اچھوتی امراض پھوٹ پڑی ہیں اور علاقہ میں بدبو اور تعفن پھیل گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پارک کو صاف پانی سے سیراب کرنے اور مذکورہ اہلکار کے خلاف جس نے کوتاہی کی، تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سبزہ زار (ای) اور (ایف) بلاک ے درمیان ڈونگی پارک مسجد والی کو ڈیزل انجن ہونے کے باوجود صاف پانی مہیا نہیں کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پی۔ایچ۔اے کے اس پارک میں ٹیوب ویل نصب ہے جس کے صاف پانی سے اس کو سیراب کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پارک کی آبپاشی ٹیوب ویل کے صاف پانی سے ہوتی ہے۔ تاہم اس امر کی وضاحت یہاں ضروری ہو گی کہ پارک مذکورہ میں واسا کی سیوریج لائن گزرتی ہے اور 4 مین ہول بھی پارک میں واقع ہیں۔ چونکہ اس پارک کا نصف حصہ سڑک سے کافی گہرا ہے، سیوریج پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے مین ہولوں کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے سیوریج کا پانی پارک میں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ واسا نے تین مین ہولوں کی مرمت کر دی ہے اور ایک باقی ہے۔ مقامی لوگوں، ویلفیئر سوسائٹی اور پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی نے واسا حکام سے مین ہولوں کی مرمت کے لئے درخواست کر دی ہے۔ نیز پی۔ایچ۔اے نے واسا کو پارک کی مین ہول اونچا کرنے کی درخواست بھی کر

دی ہے تاکہ گندے پانی کے اخراج کاامکان کم ہو سکے۔

(ج) درج بالا جز ہائے میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ پارک کو سیوریج کے گندے پانی سے سیراب نہیں کیا گیااور گندے پانی کے حادثاتی اخراج کے باعث ایسا ہوا جو پی۔ایچ۔ اے کے کسی اہلکار کی کوتاہی کی وجہ سے نہ ہے۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کی بندش سے ہونے والے نقصانات کی تفصیلات

***5196 ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیاوزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ پنجاب کو سال 2001 میں ختم کر دیا گیا۔اربوں روپے کی لاگت سے شروع ہونے والے منصوبے ٹھپ ہوگئے۔ جس سے نہ صرف اربوں روپے کا نقصان ہوابلکہ عوام واٹر سپلائی جیسی سہولت سے محروم ہوگئے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ بند ہو جانے کی وجہ سے نصب شدہ مشینری خراب ہو رہی ہے۔یہاں تک کہ لوگ اس مشینری کو اکھاڑ کر لے جارہے ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ واٹر سپلائی اور سیوریج جیسی سکیمیں اپنے پسندیدہ افراد کو دی جا رہی ہیں جس سے اجتماعی کام کی بجائے انفرادی طور پر کام ہوناشروع ہوگیاہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت پنجاب مذکورہ محکمہ کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں۔ایوان کواس سے آگاہ کیاجائے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت تحصیل کی سطح پر devolve کر دیا گیاہے۔جس کی وجہ سے زیر تکمیل واٹرپلائی اور سیوریج منصوبہ جات تحصیل میونسپل انتظامیہ (T.M.As) کو منتقل ہوگئے۔ نئے انتظامی ڈھانچے میں سکیموں کی دیکھ بھال اور مرمت کی ذمہ داری متعلقہ تحصیل میونسپل انتظامیہ کو سونپ دی گئی ہیں، وہ ان تمام منصوبوں کو مکمل کریں اور ان کو چلانے کے لئے انتظامات بھی کریں گی۔تاہم تحصیل میونسپل انتظامیہ کے پاس مطلوبہ فنی مہارت اور

وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی واٹر سپلائی سکیموں کے بند ہونے کی شکایات موصول ہوتی رہی ہیں۔

(ب) چونکہ واٹر سپلائی اور سیوریج ڈرینج کی سکیمیں تحصیل میونسپل انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں ہیں، اس لئے ان سکیموں کی نگرانی کی ذمہ داری بھی ان پر عائد ہوتی ہے اور وہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ آیا اس قسم کے نقصانات ہوئے ہیں یا نہیں۔ تاہم حال ہی میں حکومت پنجاب نے بند واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی کے لئے 209 ملین روپے مختص کئے ہیں جو کہ تحصیل میونسپل انتظامیہ صرف ان بند سکیموں کی بحالی کے لئے استعمال کرے گی جو اس وقت ان کے زیر انتظام ہیں اور User Committee کو ٹرانسفر نہ کی گئی ہیں۔

(ج) اس قسم کی کوئی شکایت صوبائی حکومت کے نوٹس میں نہ ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب ہاں میں نہیں ہے۔ بہر طور حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک تحصیل میونسپل انتظامیہ مطلوبہ فنی مہارت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو جاتیں ان کی معاونت اور مدد کے لئے محکمہ تعمیرات و صحت عامہ کی فنی مہارت سے استفادہ حاصل کیا جائے اور جب تک تحصیل حکومتیں مطلوبہ فنی استعداد حاصل نہ کر لیں صوبائی سطح پر قائم کردہ صوبائی فنی مشاورتی شعبہ برائے تعمیرات و صحت عامہ کے متعلقہ اہلکار تحصیل حکومتوں کو فنی رہنمائی فراہم کریں گے اور اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ کے ترقیاتی پروگرام میں شامل سکیموں کی تکمیل کروا کر انہیں متعلقہ تحصیل میونسپل انتظامیہ کے حوالے کریں گے۔

محکمہ ہاؤسنگ فیصل آباد کو 04-2002 میں فراہم کردہ فنڈ اور اخراجات کی تفصیل

*5274 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ضلع فیصل آباد کو سال 03-2002 اور 04-2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین /افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟
(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین /افسران کے ٹی۔اے/ڈی۔اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟
(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت /پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟
(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟
(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) 2002-03 اور 31-مارچ 2004 تک ڈسٹرکٹ آفس (ایچ اینڈ ٹی پی) فیصل آباد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کے تحت رہا۔ جب کہ یکم اپریل 2004 سے مذکورہ ڈسٹرکٹ آفس ختم کر کے پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے تحت کر دیا گیا۔ فراہم کردہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ آفس (ایچ اینڈ ٹی پی) کو 2002-03 میں مبلغ -/17,33,000 روپے فراہم کئے گئے اور مبلغ -/13,02,200 روپے خرچ ہوئے جبکہ یکم جولائی 2003 سے 31-مارچ 2004 تک مبلغ -/18,69,862 روپے دیئے گئے اور مبلغ -/13,74,199 روپے خرچ ہوئے۔ یکم اپریل 2004 سے 30-جون 2004، P.H.A.T.A سب ریجن فیصل آباد کو مبلغ -/3,89,000 روپے فراہم کئے گئے اور مبلغ -/1,71,022 روپے خرچ ہوئے۔اس طرح 2002-03 میں مبلغ -/4,30,799 روپے جبکہ 2003-04 میں مبلغ -/17,13,741 روپے surrender ہوئے۔

(ج) 2002-03 میں مبلغ -/10,06,226 روپے جبکہ 2003-04 میں مبلغ -/11,93,449 روپے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوئے۔

(د) 2002-03 میں مبلغ -/1,14,878 روپے جبکہ 2003-04 میں مبلغ -/83,835 روپے ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئے۔

(ہ) کوئی نئی گاڑی نہ خریدی گئی۔

(و) 2003-04 میں کوئی گاڑی مرمت نہ کرائی گئی جبکہ 2003-04 میں مبلغ -/47,601 روپے گاڑی کی مرمت پر خرچ ہوئے۔ پٹرول کی مد میں 2002-03 میں مبلغ -/11,890 روپے جبکہ 2003-04 میں مبلغ -/64,995 روپے خرچ ہوئے۔

(ز) 2002-03 میں مبلغ -/43,301 روپے جبکہ 2003-04 میں -/55,115 روپے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئے۔

(ح) ترقیاتی منصوبوں پر 2002-03 میں مبلغ -/253,805 روپے جبکہ 2003-04 میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔

محکمہ ہاؤسنگ، فیصل آباد میں 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*5310 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ ہاؤسنگ ضلع فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2002 سے 30۔ جون 2004 تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ فیصل آباد میں کسی فرد کو بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ب) ۔ایضاً

(ج) ۔ایضاً

(د) ۔ایضاً

(ہ) ۔ایضاً

لاہور، 04-2003، پارکس میں شجر کاری اور اخراجات کی تفصیل

*5457 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 04-2003 کے دوران لاہور کے پارکوں میں کتنے درخت لگائے گئے ہیں اور ان پارکوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان پارکوں میں کون کون سی اقسام کے درخت لگائے گئے، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) ان درختوں میں سے کتنے پروان چڑھے اور کتنے فیصد ضائع ہوئے؟

(د) درخت لگانے میں جو خرچہ ہوا، یہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تقریباً 90 فیصد پودے کامیاب ہوئے اور 10 فیصد پروان نہ چڑھ سکے۔

(د) درخت پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی اپنی نرسری میں تیار ہوتے ہیں، چنانچہ درخت لگانے کی مد میں کوئی سرکاری خرچہ نہیں کیا گیا۔

فیصل آباد، جڑانوالہ، کھرڑیانوالہ اور دیگر دیہات کے لئے پینے کے صاف پانی کے منصوبہ جات کی تفصیل

*5665 ڈاکٹر تسنیم رشید: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جڑانوالہ اور کھرڑیانوالہ شہر کا زیر زمین پانی کڑوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ کے 260 چکوک میں سے صرف 26 دیہات کو صاف پانی کی فراہمی کی سکیمیں موجود ہیں۔ جب کہ باقی چکوک اور مذکورہ دونوں بڑے قصبہ جات کے لوگ کڑوا اور مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ قصبہ جات اور ان کی حدود میں واقع گاؤں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے کوئی جامع پروگرام / منصوبہ تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ شہر کا زیر زمین پانی کڑوا ہے جب کہ جڑانوالہ شہر کا زیر زمین پانی بھی عمومی طور پر کڑوا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 26 دیہات کے لئے صاف پانی کی سکیمیں موجود ہیں جن میں 10 سکیمیں یوزر کمیٹی کی عدم توجہ کی وجہ سے بند پڑی ہیں جبکہ 12 سکیمیں PCWSS-P کی زیر نگرانی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

(ج) جڑانوالہ شہر کے لئے اگلے 20 سال کے لئے پانی کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ جس کے تحت بڑی لائنیں 22.690 ملین روپے کی لاگت سے بچھائی جا رہی ہیں۔ مزید ٹیوب ویل اور چھوٹی لائنیں مزید فنڈز کی فراہمی پر محکمہ پبلک ہیلتھ یا ٹی ایم اے جڑانوالہ اپنے وسائل سے بچھائے گا۔ اسی طرح کھرڑیانوالہ شہر کے لئے واٹر سپلائی سکیم کی پلاننگ کی جا رہی ہے۔ جڑانوالہ تحصیل کی حدود میں باقی چکوک کو پانی کی فراہمی کے لئے تقریباً 900 ملین روپے کی ضرورت ہے۔ فنڈز کی فراہمی پر ان پر کام شروع کر دیا جائیگا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کی پانی والی ٹینکی کی صفائی کے لئے حکومتی اقدامات

410 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کی توسیعی سکیم کے پانی والے ٹینک کی عرصہ بیس سال سے صفائی بالکل نہ ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وجہ سے گندہ پانی فلیٹس میں مہیا ہو رہا ہے اور ارد گرد کے رہائشی بھی متاثر ہو رہے ہیں، کئی قسم کی بیماریاں بھی پھیل رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت واٹر فلٹر لگانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک، نیز واٹر ٹینک کی صفائی کب تک واسا کرے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن کے توسیعی سکیم میں پانی والے ٹینک کی عرصہ بیس سال سے صفائی نہ ہوئی ہے۔ ابھی صرف چھ ماہ پہلے اس ٹینک کی صفائی کی گئی ہے اور جب بھی کوئی پانی کے متعلقہ شکایت آئی ہے تو اس کا فوری ازالہ کر دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ گندہ پانی فلیٹس میں مہیا ہو رہا ہے اور نہ ہی کوئی شکایت واسا کے گندے پانی کی متعلقہ دفتر میں موصول ہوئی ہے۔

(ج) حکومت سٹی گورنمنٹ کے تعاون سے واٹر فلٹر لگانے کے لئے منصوبہ بندی کر رہی ہے امید کی جا سکتی ہے کہ لاہور کے شہری بہت جلد اس سہولت سے فیض یاب ہونا شروع ہو جائیں گے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے اعجاز احمد مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ایمرجنسی سروس پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں The Punjab Emergency Service Bill 2005 (Bill No. 21 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جا نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses (Repeal) Bill 2005 (Bill No. 22 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مسودہ قانون استعداد نظم وضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب آصف جیلانی شیخ: جناب سپیکر! میں The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 23 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائیٹز مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! میں The Cooperative Societies (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 24 of 2005). کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کوآپریٹوز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹوں
کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں

(1) تحریک استحقاق نمبر 32 بابت سال 2004 پیش کردہ لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس، ایم پی اے/ پارلیمانی سیکرٹری برائے سی اینڈ ڈبلیو

(2) تحریک استحقاق نمبر 11 بابت سال 2005 پیش کردہ چودھری محمد ارشد، ایم پی اے

(3) تحریک استحقاق نمبر 14 بابت سال 2005 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان، ایم پی اے

(4) تحریک استحقاق نمبر 27 پیش کردہ میاں نوید جہانیاں، ایم پی اے

(5) تحریک استحقاق نمبر 32 بابت سال 2005 پیش کردہ صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، ایم پی اے

(6) تحریک استحقاق نمبر 39 بابت سال 2005 پیش کردہ لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ) ایم پی اے

(7) تحریک استحقاق نمبر 40 بابت سال 2005ء پیش کردہ جناب جاوید حسن گجر، ایم پی اے

(8) تحریک استحقاق نمبر 61 بابت سال 2005ء پیش کردہ جناب محمد اقبال رئیس، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئی۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Commercialization fee کے حوالے سے میرا ایک بڑا ہی اہم سوال تھا۔ میں نے ابھی سیکرٹری صاحب سے discuss کیا ہے انھوں نے کہا ہے کہ commercialization fee سے متعلق سوال ہاؤسنگ سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ لوکل باڈیز سے متعلقہ ہے تو میری یہ submission ہے کہ میرا سوال نمبر 4129 محکمہ لوکل باڈیز کو بھجوا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ارشد بگو صاحب کے سوال کو محکمہ لوکل باڈیز کو بھجوا دیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: بہت بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! ابھی وقفہ سوالات محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا گزرا ہے۔ میں اسی سے related ایک انتہائی اہم معاملہ آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر رائے اعجاز احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ سپیکر صاحب اجازت دے گئے تھے۔ گزارش یہ ہے کہ مختلف محکمہ جات ترقیاتی منصوبہ جات کو ترتیب دیتے ہیں۔ مثلاً شاہدرہ کے اندر ایک سیوریج پائپ لائن بچھائی گئی۔ محکمہ نے اس میں ایک بڑی اچھی بھلی سڑک کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔ جب میں نے اس کو point out کیا، اس حوالے سے سوال دیا تو محکمہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ جناب جب ہم نے منصوبہ ترتیب دیا تو اس میں ہم نے سڑک کے ساتھ جو فٹ پاتھ ہے اس میں سیوریج کو بچھانا تھا لیکن جب کھدائی کی گئی تو معلوم ہوا کہ نیچے سوئی گیس کے پائپ ہیں۔ اس لئے ہم نے سڑک ادھیڑ دی ہے۔ چونکہ سڑک کی تعمیر کے لئے فنڈز میسر نہیں تھے اس لئے وہ علاقہ اب اللہ کے حوالے ہے، وہاں گرد ہے، مٹی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کو یہ ہدایت کی جائے کہ ترقیاتی سکیموں سے متعلق جتنے بھی محکمہ جات ہیں وہ سال میں کم از کم ایک بار ضلع کی سطح پر بیٹھا کریں اور جو بھی منصوبے بنائے جائیں ان کی coordination کی جائے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ سڑک اس لئے توڑی گئی ہے کیونکہ نیچے سے سوئی گیس کی پائپ لائن نکل

آئی ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں انھیں پہلے دیکھنی چاہئیں۔اس صورتحال کے نتیجے میں عوام کے لئے مشکلات پیدا ہوتی ہیں لہذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس حوالے سے coordinate کیا کریں۔یہ صرف ایک محکمہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ سب محکمہ جات سے متعلقہ ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پتنگ بازی سے بچوں کی ہلاکت میں اضافہ

(۔۔۔۔جاری)

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! صبح پوائنٹ آف آرڈر پر پتنگ بازی کے حوالے سے بڑی گرما گرم بحث ہوئی ہے۔چونکہ اس وقت وزیر قانون موجود نہیں تھے اس لئے ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ وزیر قانون صاحب کو آنے دیں پھر اس پر بات کر لیتے ہیں۔وہ اس کا proper جواب دے دیں گے۔جو چودھری اقبال صاحب نے فرمایا میں اس میں تھوڑا سا۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! صبح گورنمنٹ کی طرف سے چودھری اقبال صاحب نے وضاحت کی تھی کہ سپریم کورٹ نے ہمیں آرڈر دیا۔کیا یہ سپریم کورٹ کا آرڈر ہے کہ لوگوں کی گردنیں اتاریں؟ حکومت پنجاب نے درخواست دے کر سپریم کورٹ سے استدعا کی ہے کہ چار دن بڑھا دیئے جائیں۔کیوں؟ اس لئے کہ لیئن بش یہاں پر آیا ہوا تھا وہ چار دن یہاں پر موجود تھا اور صدر صاحب، جتنے بیوروکریٹ اور جتنے بڑے بڑے لوگ تھے وہ فارغ نہیں تھے۔وہ فارغ ہو جائیں تو پھر قتل کا یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو۔یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قانون بنایا ہے۔انھوں نے قانون یہ بنایا ہے کہ ہاتھ میں بم پکڑ لیں۔آپ ہاتھ میں گرنیٹ پکڑوا کر کہتے ہیں کہ اسے فلاں فلاں جگہ پر مارنا ہے اور اس جگہ پر نہیں مارنا۔یہ ہے تو گرنیٹ۔ایک ہفتے میں چھ اموات ہو چکی ہیں۔سیالکوٹ میں ایک چھ سال کا بچہ چھت پر کھڑا تھا جسے گولی لگی اور وہ اوپر سے نیچے گرا۔اس کی ماں کی حالت یہ ہے کہ وہ تین دن سے بے ہوش ہے۔میں ہاؤس میں بیٹھے تمام لوگوں سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کون سا کھیل ہے، یہ کون سا جشن بہاراں ہے جو ہم منا رہے ہیں؟ یہ کس قوم نے، کس اخلاق نے، کس مذہب نے اس کی اجازت دی ہے کہ گردنیں اتاری جائیں؟ تندی کی پتنگیں ہوں یا کوئی اور ہوا ن کے پاس کوئی بیرومیٹر نہیں ہے کہ یہ اسے روک سکیں۔یہ قانون بنا لیں کہ تندی کے ساتھ نہیں ہو گا لیکن میں کہتا

ہوں کہ اس کے باوجود لوگوں کی گردنیں کٹیں گی۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! یہ پتنگ اڑانے والے کون ہیں ہم ہی ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اس وقت حکومت کرنے والے کون ہیں؟ ان کو روکیں۔ ان کو by force روکیں، انھیں ڈنڈے کے ساتھ روکیں۔ ان کے بچوں کی گردنیں اتاریں جو کھڑے ہو کر پتنگیں اڑا رہے ہیں۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے اس پر پابندی عائد کریں۔ سپریم کورٹ نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا۔ صبح بھی بات ہوئی تھی حکومت اس پر agree ہے کہ اسے بند کیا جائے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر آج ہی بحث کریں اور اس پر مکمل طور پر پابندی لگائیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟ جس وقت چودھری اقبال صاحب نے statement دی اس وقت آپ بھی نہیں تھے اور میں بھی نہیں تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! چودھری اقبال صاحب نے کہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب باقاعدہ اس پر بات کریں گے اور حکومت کی طرف سے جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ یہ بات میری عدم موجودگی میں ہوئی تھی اس لئے مجھے یہ معلوم نہیں کہ چودھری اقبال صاحب نے کیا سٹیٹمنٹ دی اور کیا بات ہوئی تھی اور انھوں نے کس بات کے جواب میں فرمایا تھا۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ چودھری اقبال صاحب نے جو کچھ کہا ہو گا وہ گورنمنٹ کا موقف ہے اور وہی کہا ہو گا۔ میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا یہاں تاخیر سے آنا اسی حوالے سے تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سلسلے میں ایک میٹنگ بلائی ہوئی تھی۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ نہ صرف میرے بلکہ اس میٹنگ میں شامل تمام اراکین کے جذبات یہی تھے کہ جو قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے اسے کسی طرح روکا جا سکے۔ اس کے لئے ہمارے پاس دو تین اور بھی options ہیں۔ پہلی option تو یہی ہے کہ خطرناک ڈور پر پابندی لگائی جائے۔ دوسری option یہ ہے کہ اس پر مکمل طور پر پابندی لگا دی جائے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر کسی بھی ڈور سے اجازت دے دیں گے تو اس سے ضرور انسانی جانیں ضائع ہوں گی۔ ہم نے آج صبح بھی اس سلسلے میں بات کی ہے implementation کے لئے

انتظامیہ کو کچھ کہا گیا ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں تھوڑی سی مہلت دیں انشاءاللہ اس سلسلے میں جناب وزیراعلیٰ صاحب کی جانب سے ایک مثبت فیصلہ آئے گا۔ شکریہ

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ تو بڑی اچھی بات ہو گئی ہے کہ حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی آ گئی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ پنجاب حکومت کے تمام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ پتنگ بازی نہ ہو۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس سے جانوں کو نقصان ہوتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اصل میں اس ملک کے صدر کی ایک خواہش ہے کہ یہ پتنگ بازی ہونی چاہئے۔ وہ خود بھی پتنگ باز ہے۔

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب! یہ پتنگ بازی پہلے بھی ہوتی تھی صدر کی وجہ سے تو شروع نہیں ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! جب ایک معاملے پر میں نے جواب دے دیا ہے اور معاملہ ختم ہو گیا ہے تو پھر یہ بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب والا! میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا۔ میں سچ بات کر رہا ہوں جو میرے دل کے اندر ہے جو میرا ایمان ہے۔ میں اس میں ان کی مخالفت نہیں کر رہا۔ میں اپنے ایمان سے سچی بات کر رہا ہوں کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ پتنگ بازی نہ ہو لیکن ان کا [*****] ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ یہ پتنگ بازی رکے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ان سے استدعا کریں کہ پورے پنجاب کی عوام اس چیز کو پسند نہیں کرتی لہذا ہمیں اجازت دی جائے کہ اس پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ اب میں آپ کی وساطت سے اپنی ایک ذاتی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں راجہ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب ظہیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! گجر صاحب نے بات کرتے ہوئے ہمارے بہت ہی معزز اور موقر عہدیدار صدر صاحب کے بارے میں جو بد اخلاق کا لفظ استعمال کیا ہے اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب چیئرمین لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا۔

جناب چیئرمین: یہ لفظ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگر چودھری ظہیر الدین صاحب چاہتے ہیں کہ وہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔۔۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئی)

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ چودھری وحید اصغر ڈوگر مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری وحید اصغر ڈوگر: جناب چیئرمین! میں The Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill, 2005 (Bill No. 26 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش ہوئی۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: پلیز! تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں صرف ایک منٹ میں اپنی ذاتی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دو سال سے میرے حلقے میں ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں مل رہے۔ ڈویلپمنٹ رُکی ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں راجہ صاحب سے ملا تھا انھوں نے

ٹیلی فون بھی کیا ان کے ٹیلی فون کے بعد وہ کام شروع ہوا لیکن پھر ٹیلی فون گیا اور کام بند ہو گیا۔ میں تین چار دفعہ محترم راجہ صاحب سے ملا ہوں اور انھوں نے ہمیشہ positive ٹیلی فون کیا لیکن پھر negative ٹیلی فون آتے ہیں اور وہ فنڈز رک جاتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ 1985 سے لے کر آج تک میرا حلقہ یکسوئی کے ساتھ مجھے ووٹ دے رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پورے پونے چار سو کے ایوان کے اندر including قائد ایوان میرے حلقے کو یہ انفرادیت ہے کہ کسی شخص کے حلقے کی یہ رائے نہیں ہے جو رائے میرے حلقے کی ہے کہ میں نے 1985 سے ایک ہی پارٹی سے ایک ہی پلیٹ فارم سے ایک ہی حلقے سے چھ دفعہ ووٹ لئے ہیں۔ میں پورے پنجاب کے اندر یہ چیلنج کرتا ہوں کہ یہ انفرادیت کسی کے اندر نہیں ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ میری عوام کی رائے کی مستقل مزاجی سمجھتے ہوئے اس کے لئے کوئی ایوارڈ منتخب کیا جاتا، اس کے لئے کوئی انعام کا بندوبست کیا جاتا۔ اس حلقے کے اندر سڑکیں بنائی جاتیں، ہسپتال بنائے جاتے، سکول بنائے جاتے لیکن مجھے افسوس ہے کہ بجائے حوصلہ افزائی کے دو سال سے اس حلقے کے فنڈز بند ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس بات کا جواب دے کہ وہ میرے حلقے کے فنڈز کیوں روک رہی ہے، کیا وہ فنڈز دینا چاہتی ہے یا نہیں؟ دوٹوک انداز میں بتا دے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں حکومت کو اختیارات ملے ہیں اسے حق حاصل ہے کہ میرے حلقے کے فنڈز روکے یا اس سے بھی جو کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں کریں چونکہ یہ ان کا اختیار ہے لیکن صحیح اور درست طریقے سے بتا دیں تو میں آپ کا بھی مشکور ہوں گا اور حکومت پنجاب کا بھی مشکور ہوں گا۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میری بات کا جواب تو آ لینے دیں۔

محترمہ نشاط افزاء: گجر صاحب! میں آپ ہی کی بات کو آگے بڑھا رہی ہوں۔ ابھی معزز وزیر صاحب نے فرمایا کہ انھوں نے صدر صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے لہذا اسے حذف کیا جائے۔ میں پوچھتی ہوں کیوں؟ صدر صاحب کوئی آسمان سے صحیفہ تو نہیں اترے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیتے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹوک دیتے تھے یہ کس طرح کا امیر المومنین بنا ہوا ہے۔ یہ تو لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں۔ اگر ہمارا حاکم قتل کے خونی کھیل کو جاری رکھنے کا حکم دیتا ہے تو عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے روکا جائے اور ٹوکا جائے۔ ابھی وزیر اعظم صاحب کراچی

تشریف لے گئے تھے تو سڑکوں کو بلاک کر دیا گیا۔ میں کہتی ہوں ہر طرف سے سڑکوں کو بلاک کر دیا جاتا ہے وہاں پر 11 اموات ایمبولینسوں میں ہی ہو گئیں۔ کیا یہ ہمارے وزیر اعظم صدر، وزیر اعلیٰ کی یہ کارکردگی ہے کہ یہ سڑکوں کو اس طرح سے بلاک کر دیتے ہیں جیسے عوام کے لئے پھانسی کا پھندہ یا مارشل لاء لگا دیا جاتا ہے۔ ایمبولینسوں میں گیارہ اموات اس وقت ہوئیں جب سڑکوں کو بلاک کر دیا گیا تھا کہ صدر صاحب گزر رہے ہیں۔ اسی طرح وزیر اعظم گزرتے ہیں تو سڑکوں کو بلاک کر دیا جاتا ہے اور گھنٹوں گھنٹوں عوام ٹریفک میں پھنسے رہتے ہیں۔ ایمبولینسوں میں چاہے مریض ہی کیوں نہ پڑے ہوں ان کو کسی کی فکر نہیں ہے۔ اپنی کارکردگی کی تشہیر سارے پاکستان بلکہ دنیا میں کرتے ہیں۔ اخباری بیانات آتے ہیں اگر یہ عوام میں اتنے ہر دلعزیز ہیں تو پھر کھلے دل سے عوام میں آئیں۔ میں یہاں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جب پاکستان بنا تھا تو قائداعظم محمد علی جناح ایک بڑے کیمپ میں جو دو لاکھ کا کیمپ تھا، وہاں پر تشریف لے جا رہے تھے تو اس وقت کے وزیر اعظم نے ان سے کہا کہ عوام بڑی مشتعل ہے وہ آپ کے خلاف ہیں کیونکہ پاکستان بنا ہے اور وہ بہت برباد ہو کر آئے ہیں۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میرے ارد گرد سے ساری سکیورٹی ہٹا دی جائے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے ارد گرد کوئی سکیورٹی یا سپاہی کھڑے ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نشاط افزاء: پہلے میری بات کو ختم ہونے دیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ کو بیچ میں بولنے کی عادت ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! قائداعظم نے وہ سکیورٹی ہٹا دی انہوں نے فرمایا کہ اگر عوام یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان کے لئے کوئی غلط کام کر رہا ہوں تو میں عوام کے ہاتھوں مر جانے کو زندگی پر ترجیح دوں گا۔ ہماری حکومت کا یہ حال ہے کہ ہمارے وزیروں کے کتے گزرنے ہوتے ہیں تو ہماری سڑکیں بند کر دی جاتی ہیں۔ ساری سکیورٹی ان کے آگے پیچھے ہوتی ہے اور گاڑیاں پاں پاں کرتی بھاگتی جا رہی ہوتی ہیں اور عوام سڑکوں پر مر رہے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے کل directions جاری کر دی ہیں تعمیل ہو گی۔

چودھری اصغر علی گجر: دوبارہ بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وزیر اعلیٰ صاحب نے کل آپ کے بارے میں باقاعدہ ایک directive جاری کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ تعمیل ہو گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ایم ایم اے کے لئے یا ساری اپوزیشن کے لئے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب چیئرمین! راجہ بشارت صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں اور اسمبلی کی کارروائی انہی کی مرہون منت ہے اور انہی کی وجہ سے چلتی ہے۔ میں ان سے یہ اتنا عرض کرنا چاہوں گی کہ جب سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے انہوں نے ہمیں پہلی دفعہ فنڈز دیئے۔ ٹینڈر ہو گئے، سڑکیں بننا شروع ہو گئیں اور اوپر سے حکم ہوا کہ ان کا کام روک دو۔

جناب چیئرمین: محترمہ! انہوں نے اب statement دے دی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! کونسی statement کی بات کرتے ہیں۔ کتنی دفعہ انہوں نے statement دی ہے اور کتنی دفعہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے on the floor of the House statement دی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: چار سالوں میں انہوں نے کتنی statement دی ہیں؟

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق رائے عمر فاروق صاحب کی ہے۔ یہ تحریک استحقاق move ہو چکی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب!

ای ڈی او ایجوکیشن ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 18۔نومبر 2005کوEDO ایجوکیشن ساہیوال سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا تو ان کے ملازم رمضان نے کہا کہ صاحب سے بات نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دفتر میں مصروف ہیں۔میں نے ان سے کہا کہ آپ میرا ان کو بتادیں میں تھوڑی دیر کے بعد پھر فون کرتا ہوں۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد میں نے دوبارہ ٹیلی فون کیا تو ملازم رمضان نے بتایا کہ وہ مصروف ہیں۔لہذا بات نہیں ہو سکتی۔ دو معزز اراکین پنجاب اسمبلی جناب جوزف حاکم دین اور میاں غلام حیدر باری بھی میرے پاس موجود تھے اور وہ بھی اس ساری کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔دوبارہ ٹیلی فون کرنے کے باوجود میری بات نہ ہو سکی۔تھوڑی دیر کے بعد میں نے تیسری بار ٹیلی فون پر موصوف سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو ان کے ملازم رمضان نے کہا کہ جناب!آپ کا پیغام دے دیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ میں مصروف ہوں اور بات نہیں کرنا چاہتا۔EDOایجوکیشن ساہیوال کی اس نازیبا حرکت سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین:وزیر تعلیم!تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر!معزز رکن درست فرما رہے ہیں۔EDO کا رویہ کچھ اسی قسم کا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر64جناب محمد آجاسم شریف کی طرف سے ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف:جناب والا!اسے کل تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین:اس تحریک کو کل تک کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی طرف سے بھی درخواست کی گئی ہے کہ ان کی تحریک کو بھی کل تک کے لئے pendingکر دیا

جائے۔ لہذا اس تحریک کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ جناب محمد وقاص!

اڈیالہ جیل راولپنڈی کے سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

جناب محمد وقاص: بسم اللہ الرحمن الرحیم o میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔ دسمبر 2005 صبح 11 بجے میں اڈیالہ جیل راولپنڈی پہنچا۔ میرے ہمراہ میرے والد محترم ڈاکٹر محمد کمال بھی تھے جو جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری ہیں دو اور معززین بھی ہمراہ تھے۔ ایک روز قبل یعنی 6۔ دسمبر 2005 کو میں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل ملک فیروز کو اپنی آمد کی اطلاع بھی کر دی تھی جبکہ سپرنٹنڈنٹ کے پی اے کو بھی لکھوا دیا تھا۔ جونہی میں جیل کے احاطے میں پہنچا میں نے اپنا تعارفی کارڈ سپرنٹنڈنٹ تک پہنچانے کے لئے دو تین سپاہیوں سے رابطہ کیا لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔ بالآخر ایک سپاہی نے میرا کارڈ سپرنٹنڈنٹ تک پہنچایا جبکہ میں باہر سڑک پر معززین کے ہمراہ انتظار کرتا رہا۔ دس منٹ بعد وہ سپاہی واپس آیا اور اس نے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کہتے ہیں کہ میں مصروف ہوں آپ ڈپٹی سے مل لیں۔ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کی طرف چل پڑا۔ دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ دو تین سپاہی اندر سے برآمد ہوئے مجھے اور میرے والد صاحب کو دھکا دیتے ہوئے راستہ بنایا۔ میں نے بتایا کہ میں ایم پی اے ہوں تو کہا کہ اسمبلی میں باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اتنے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ایوب باہر برآمد ہوئے لیکن ہماری طرف توجہ کئے بغیر آگے چل پڑے۔ وہ سپاہی ہم چار افراد کو اندر لے گیا اور قیدیوں کے ساتھ لائن میں کھڑا کر دیا اور کہا کہ اپنے ہاتھ پر پہرے دار سے دستخط کروائیں اور مہر لگوائیں۔ میں نے اس پر احتجاج کیا لیکن اس نے کہا کہ اس کے بغیر اندر نہیں جا سکتے۔ اندر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کلیار صاحب غالباً بیٹھے تھے۔ میں نے اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ مجھے قیدی سے ملنا ہے۔ اس نے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ کی اجازت کے بغیر آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ میں دوبارہ سپرنٹنڈنٹ کے دفتر گیا اور دوبارہ اپنا کارڈ بھجوایا اور مدعا عرض کیا۔ جواب آیا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب مصروف ہیں اور کمرے میں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے آپ باہر انتظار فرمائیں۔ میں باہر سڑک پر ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد واپس پلٹ آیا۔ بحیثیت ایم پی اے یہ میرا استحقاق ہے کہ میں اپنے ضلع

کی جیل کو visit کروں لیکن اڈیالہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ فیصل نثار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ حضرات ملک فیروزاور ایوب اور ماتحت عملے نے مجھے نہ صرف اس حق سے محروم رکھا بلکہ میرے اور میرے والد صاحب کے جذبات کو بھی مجروح کیا اور ہم سے بد تمیزی بھی کی۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر جیل خانہ جات تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ صاحب! اس کو مؤخر کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس کا جواب تو میرے پاس موجود ہے لیکن جو جواب اس وقت میرے پاس فائل میں ہے اس میں آخر میں درج ہے کہ ہمارے معزز رکن کا رابطہ صوبائی وزیر جیل خانہ جات سے بھی ہوا ہے اور یہ بات پہلے ہی ان کے نوٹس میں ہے اس لئے مناسب یہ ہو گا کہ جب تک وہ تشریف نہیں لاتے اس کو مؤخر کر دیں کیونکہ یہ بات پہلے ہی ان کے نوٹس میں ہے۔ وہ اس کا جواب دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وقاص صاحب نے بڑی تفصیل سے آپ کے سامنے ساری بات رکھی ہے اور جس طرح پہلے آپ نے وزیر موصوف صاحب کے نہ ہونے کی وجہ سے تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی ہے تو میری آپ سے التماس ہے کہ آپ یہ بھی مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں کیونکہ انہوں نے بڑی تفصیل سے یہ بات بیان کی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی!

ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ملتان شہر میں نئے DPO کی آمد کے بعد ڈکیتیوں کی وارداتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔ شہریوں میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ SHOs بغیر رشوت اور ٹاؤٹ مافیا کے کسی کا کوئی جائز کام کرنے کو تیار نہ ہیں۔ امن عامہ کی اس بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر میں نے ضروری سمجھا کہ DPO ملتان سے مل کر حالات کو بہتر کرنے کی تجاویز دی جائیں۔ اسی سلسلہ میں، میں نے بروز جمعرات 22- دسمبر 2005 کو DPO ملتان کے موبائل پر فون کر کے

وقت مانگا انہوں نے بروز ہفتہ 24-دسمبر 2005 کو آنے کا کہا لیکن میری موجودگی میں DPOساہیوال جاوید شاہ آئے تو ان کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے بعد ازاںDIGکی میٹنگ میں چلے گئے۔ میں ڈیڑھ بجے دوبارہ گیاتو وہ اپنے دفتر میں پبلک ڈیلنگ میں مصروف تھے۔ میں وہاں آدھ گھنٹہ بیٹھا رہا وہ بجائے مجھ سے بات کرنے کے اٹھ کر کمپیوٹر سیکشن میں چلے گئے۔ تقریباً تین بجے واپس آئے تو میں بیٹھا ہوا تھا۔ واپس آکر مجھے کہا کہ آپ ابھی جائیں مجھے ضروری کام ہے۔ آپ سے بعد میں ملاقات ہو گی جس پر میں خاموشی سے چلا گیا۔DPOکو اپنے شہر کے منتخب نمائندے سے شہری اجتماعی مسائل کا وقت نہ ہے۔ مجھے وقت دے کر، انتظار کروا کر اگر میری بات کو سننے کا وقت نہ ہے تو میں کس طرح شہری مسائل حل کروانے میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہوں۔ میرے انتظار کے باوجود میری بات نہ سن کر اور مجھے جانے کا کہہ کرDPOملتان نے عوامی نمائندے کی توہین کی ہے۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جناب راجہ بشارت! اس کا جواب آیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، جواب آیا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں گزارش یہ ہے کہ جس طرح معزز رکن نے خود فرمایا ہے کہ صرفDPOنے ان کو یہ کہا ہے کہ آپ کل تشریف لے آئیں میری اور آپ کی پھر دوبارہ ملاقات ہو گی اور میں آپ کی بات سنوں گا۔ میں فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں جیسے آپ حکم دیں گے تعمیل ہو گی۔

جناب چیئرمین: آپ انہیں بلا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش یہ کی ہے۔ کل تک pending فرمالیں۔

جناب چیئرمین: صدیقی صاحب! آپ بھی ان کے دفتر چلے جائیں، وہ بھی آجائیں گے لہذا اسے کل تک کے لئےpendingکر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! میری گزارش سن لیں۔

جناب چیئرمین: میں کل کے لئے pending کر رہا ہوں۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہوں گے تو ہم دوبارہ take up کر لیں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: پیر رفیع الدین صاحب کی تحریک pending ہے، ان کی application آئی ہے اور دوسری تحریک بھی ان کی ہے۔ مہر اشتیاق احمد۔ 3/2006۔

ڈائریکٹر (M-2(Maint نیشنل ہائی وے کی جانب سے جاری کردہ مراسلہ میں معزز رکن اسمبلی پر الزام تراشی

مہر اشتیاق احمد: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مجھے ڈائریکٹر (M-2(Maint نیشنل ہائی وے کیطرف سے مراسلہ مورخہ 30۔ دسمبر کا جاری کردہ مورخہ 5۔ جنوری 2006 کو موصول ہوا جس میں مجھ پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ میں نے بابو صابو انٹر چینج (M-2) کی حدود میں عیدالاضحیٰ کے لئے قربانی کے جانوروں کے لئے ناجائز ٹینٹ لگوائے ہیں اور جانوروں کے مالکان سے فی ٹرک 1500 تا 1800 روپے چارجز وصول کر رہا ہوں۔ خط موصول ہونے کے بعد میں نے مورخہ 6۔ جنوری 2006 کو شوکت حیات خان، ڈائریکٹر (Maintenance) کو فون کیا اور پوچھا کہ میں نے کہاں ٹینٹ لگوائے ہیں اور آپ نے کس طرح باوثوق انکوائری کر کے مجھ پر الزام لگایا ہے۔ اور مزید کہا آپ نے ناجائز ٹینٹ لگانے والوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی؟ جس پر اس نے بتایا کہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر مجید کو جس نے انکوائری کی ہے، آپ کے پاس بھجواتا ہوں۔ مگر میرے پاس کوئی نہ آیا تو میں نے تین دن کے انتظار کے بعد دوبارہ پھر فون کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہماری انکوائری درست ہے اور آپ ملوث ہیں۔ جس پر میں نے حلفاً کہا میرا ان ناجائز ٹینٹ لگانے والوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ جس پر اس نے طنزاً مجھے کہا کہ آپ سمجھ رہے ہیں کہ آپ پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا، ہماری انکوائری درست ہے۔ آپ سے جو کچھ ہوتا ہے کر لیں، ہم دیکھ لیں گے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پٹخ کر فون بند کر دیا اور میری مزید بات نہ سنی۔ ڈائریکٹر کے اس الزام اور سخت رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے

اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! معزز رکن نے اپنی تحریک استحقاق میں جن حقائق کا ذکر کیا وہ درست ہیں۔ محکمہ نے اس سلسلے میں انکوائری کروائی ہے اور انکوائری میں بھی معزز رکن کا موقف درست ثابت ہوا ہے۔ متعلقہ افسر کو معطل کر دیا گیا ہے۔ وہ فی الحال معطل ہے اس کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ میری استدعا ہوگی کہ اگر اس کو pending فرماتے ہیں تو pending فرمالیں جب تک انکوائری مکمل نہیں ہو جاتی، جو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا وہ بتادیا جائے گا بہر حال ان کی تحریک استحقاق کے زمرے میں جو ابتدائی انکوائری کی گئی ہے ان کا مؤقف درست ہے اور متعلقہ افسر کو معطل کر دیا گیا ہے۔ یہ این ایچ اے کی رپورٹ ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب چیئرمین! میں محترم راجہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے موقف کو درست قرار دیا لیکن ایسا غیر ذمہ دار آفیسر جس نے میرے نام پر لیٹر لکھا۔ اس نے میرے نام سے یہ لیٹر issue کیا ہے اور انہوں نے باقاعدہ لکھا کہ میں نے investigation کی۔

جناب چیئرمین: اشتیاق صاحب! اس کو pending کر دیتے ہیں۔ جب جواب آئے گا تو دیکھا جائے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب چیئرمین! اس کو آپ کمیٹی کے سپرد کریں وہاں دیکھا جائے گا۔

جناب چیئرمین: کمیٹی میں بھی کچھ نہیں ہوگا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب چیئرمین! میری بات سن لیں۔ میں آپ کو short statement دے نہیں سکا اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ اس کا سدباب ہونا چاہئے۔ میں نے انہیں 5 دن پہلے کہا، ابھی عید میں 5 دن باقی ہیں تو میں نے کہا کہ میں نے اس لئے آپ کو پہلے فون کیا ہے تاکہ آپ کوئی کارروائی کر سکیں۔ کھائے کوئی اور نام میرا لگایا جائے۔ میں آپ کو ایک اور عرض کروں کہ آج سے دو تین سال پہلے کی بات ہے کہ موٹروے کے دونوں طرف میرا حلقہ آتا ہے تو بارش کی وجہ سے ایک دن دو میاں بیوی موٹروے پر چڑھ گئے تو آفیسر نے آدمی کو مرغا بنا دیا اور اس کی بیوی کو اوپر بٹھا دیا۔ مجھے وہ آفیسر مل نہ سکا، مل جاتا تو میں اس سے اس بارے میں پوچھتا۔ جو آدمی موٹروے پر چڑھ نہیں سکتا تو موٹروے کے ارد گرد ٹینٹ لگ گئے اور وہ مسلسل لگے ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہ ہو۔ اس

کو آپ کمیٹی کے حوالے فرمائیں۔

جناب چیئرمین: کمیٹی اس میں کیا کرے گی؟

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! پتا تو چلے کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اسے ہم بھی سنیں۔ ان "کی اتنی جرأت ہے کہ انہوں نے لیٹر ایم پی اے کے نام لکھا ہے۔ یہ میں آپ کو پڑھ کر" سناتا ہوں۔ آپ بتا دیں اس سے زیادہ تذلیل اور ہو ہی نہیں سکتی۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ محترم معزز رکن اپنی تشہیر کروانا چاہتے ہیں جو انہوں نے ان کے خلاف کہا ہے یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ میں نے ان کے مؤقف کی تائید کی ہے۔ انہوں نے جو فرمایا اس پر premilinary inquiry ہوئی اور متعلقہ افسر کو معطل کیا جا چکا ہے۔ مزید آگے جو انکوائری ہو گی تو قانون اور ضابطے کے مطابق اس کا موقف سنا جائے گا، موقف سننے کے بعد اگر بات درست ثابت ہوئی تو اس کے خلاف مزید کارروائی کی جائے گی۔ اب یہ اور کیا چاہتے ہیں؟

جناب چیئرمین: اس کو pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں یہی عرض کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک next session تک pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 4/2006 سید احسان اللہ وقاص کی ہے۔

ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت 2004 کا پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab office of the Ombudsman Act 1997 (Act X of 1997) کے سیکشن 28(4) کے مطابق Ombudsman کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2004 اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔ جس کے باعث ایکٹ ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سیکشن 28(4) میں

درج ہے کہ:

The report and other documents mentioned in this section shall be placed before the Provincial Assembly as early as possible.

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے pending کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس لئے اسے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ سید علیم شاہ، جناب محسن لغاری اور جناب محمد یوسف لغاری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے، یہ pending ہوئی ہے اور محرک موجود نہیں ہیں۔ اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! یہ پچھلے اجلاس میں پیش کر دی گئی تھی۔ اس پر متعلقہ محکمے کا جواب آنا تھا۔ آپ پوچھ لیں کہ کیا اس کا جواب موصول ہو گیا ہے کیونکہ بد قسمتی سے ہمارے سپورٹس منسٹر استعفیٰ دے چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ سپورٹس سے متعلقہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ تحریک سپورٹس سے متعلقہ ہے۔ اس لئے منسٹر سپورٹس کو معلوم ہو گا لیکن میں چیک کر کے جناب کو بتا دوں گا۔ اس کو آپ pending فرمالیں۔

جناب چیئرمین: یہ pending کی جاتی ہے۔ اب راجہ ریاض احمد، سید حسن مرتضیٰ اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 792 ہے۔

پولیس تھانہ برکی(لاہور)کاقاتلوں کو گرفتار کرنے کی بجائے مقتول کے بیٹےاور بیوی کے خلاف جھوٹے مقدمہ کااندارج

سید حسن مرتضیٰ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 23۔ نومبر 2005 کی خبر کے مطابق تھانہ برکی پولیس نے خوشحال سنگھ گھنڈی میں ریڑھی گلی سے گزرنے کے تنازعے پر قتل ہونے والے ریاض کے ملزمان گرفتار کرنے کی بجائے الٹامقتول ریاض کے بچوں آمنہ بی بی، شریف علی، ارشد علی اور امجد علی کو مقدمات میں پھنسادیا ہے۔ ایس ایچ او نے ملزمان سے ساز باز کر کے پہلی ایف آئی آر پھاڑ دی اور ایک نئی ایف آئی آر میں ملزمان کو بے گناہ قرار دے کر الٹا مقتول کے بیٹے شریف کو گرفتار کروادیا۔ ملزمان کی ایماء پر پولیس نے مدعیوں کے گھران کے والد کی رسم چہلم میں آئے ہوئے شرکاء پر نہ صرف حملہ کیا بلکہ ان کو ٹھڈے اور تھپڑ مارے اور مقتول کی بیوی پر تشدد کیا جس سے اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پولیس خواتین کو تھانے لے گئی اور ان کی تذلیل کی گئی بعد ازاں مدعیوں پر چوری کا مقدمہ بنا دیا۔ پولیس کی طرف سے اپنے اختیارات کے ناجائز استعمال کرنے اور بے گناہ افراد کو مختلف مقدمات میں پھنسانے کی خبر سے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ مورخہ 2005-06-23 کو محمد شریف ولد محمد ریاض قوم باجوہ نے ایس ایچ او برکی کے پاس اپنا تحریری بیان دیا کہ اس کا والد محمد ریاض گھر سے باہر آیا مسجد کے قریب پہنچا تو ایوب وغیرہ پانچ کس افراد نے اس پر حملہ کر دیا۔ دستی ڈنڈوں اور سوٹوں سے وار کر کے اس کو زمین پر گرادیا۔ لڑائی کے دوران وہ اور اس کا بھائی محمد مالک اپنے والد کو چھڑانے کی کوشش کرتے رہے جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ وہ اپنے بھائی اور چچا کے ہمراہ اپنے والد کو جنرل ہسپتال لے گئے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ وجہ عناد یہ ہے کہ چند دن قبل اس کے بھائی محمد مالک کا اعجاز وغیرہ سے جھگڑا ہوا تھا اور اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 300 مورخہ 2005-06-23 کو درج ہوا اور اسی مقدمہ کے

سلسہ میں تھانہ برکی نے عمران حیات وغیرہ 9 ملزمان کو گرفتار کیا۔ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ دوسرے فریق نے عدالت میں ایک درخواست دی جس پر ایک کراس مقدمہ زیر دفعہ 337A1A3 12/148/149 درج کیا گیا۔ یہ آٹھ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ اس لئے جو ابہام محترم ممبر فرما رہے ہیں۔ وہ اس لئے پیدا ہوا کہ ان کا خیال ہے کہ الٹا ان کے خلاف پرچہ کر دیا گیا ہے بلکہ یہ عدالت کے حکم پر cross version درج ہوئی ہے اور اس سلسلے میں کارروائی کر کے ان ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اس وقت دو مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ ایک ایک فریق کی طرف سے ہے اور ایک دوسرے فریق کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو اس میں بے گناہ ملوث کیا گیا اور نہ ہی کوئی چوری کا مقدمہ درج ہوا ہے۔ یہ ایک اخباری خبر تھی جس کو کلی طور پر درست نہیں مانا جا سکتا لیکن جو مدعی پارٹی کے خلاف پرچہ ہوا ہے وہ عدالت کے حکم پر cross version پرچہ ہوا ہے اور اس میں ابھی مزید تفتیش ہونا باقی ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! راجہ صاحب کے علم میں اتنا ہو گا جو وہ فرما رہے ہیں۔ آپ پولیس کے رویے کو بھی جانتے ہیں اور آپ کے ساتھ بھی یہ مسئلے رہے ہیں۔ پولیس اتنی بے لگام ہے کہ یہ جس کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ان سے یہ خود ہی درخواستیں بنوا کر آئی جی تک خود دلواتے ہیں اور عدالتوں میں خود ملزمان کو راستہ دکھاتے ہیں کہ آپ اس طرح کریں تو ہم ان کو cross version میں پھنسا کر اور جھوٹے مقدمے بنا کر ڈرا دھمکا کر آپ کا کیس واپس کرائیں گے یا صلح کرائیں گے۔ ایک مقدمہ 302 کا ہے اور اس کی cross version 337 A1 A3 سے ہو رہی ہے۔ یہ 302 کے مقابلے میں چھوٹے جرم ہیں، یہ زیادتی ہوئی ہے۔ اگر گورنمنٹ یہاں پولیس کو ہدایت کر دے اگر یہاں بھی یہی کچھ کہا جائے کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اخباری خبر کے علاوہ کوئی حقائق معزز رکن کے پاس موجود ہیں تو وہ مجھے دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان حقائق کے مطابق مزید ہدایات دی جائیں گی۔ یہ مجھے اخباری خبر کے علاوہ کوئی حقائق بتا دیں ہم اس کے مطابق کارروائی کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! میں تو صرف اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ ایک زیادتی پنجاب میں ہوئی ہے۔ یہ گورنمنٹ کے نوٹس میں آ گیا ہے۔ یہ پولیس والوں کو تھوڑی سی ہدایت کر دیں کہ انسان بنیں اور لوگوں سے انسانوں کی طرح برتاؤ کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ہدایت کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 793 رانا آفتاب احمد خان صاحب کی ہے۔

سبزہ زار سب ڈویژن واسا (لاہور) کے فیلڈ سٹاف کی طرف
سے سینکڑوں جعلی کنکشن دینے سے واسا کو لاکھوں روپے کا نقصان

رانا آفتاب احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 23۔نومبر 2005 کی خبر کے مطابق واسا لاہور کی سبزہ زار سب ڈویژن کے فیلڈ سٹاف نے علاقہ کے سماجی کارکنوں کو مبینہ ملی بھگت سے گزشتہ تین سالوں سے غیر قانونی طور پر کنکشن فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور پانچ سے سات ہزار روپے فی کنکشن فیس وصول کی جا رہی تھی جس کا واسا شعبہ ریونیو کے ایک افسر کو علم ہونے پر جعلی کنکشنوں کا انکشاف ہوا۔ ابتدائی طور پر گیارہ سو غیر قانونی کنکشن پکڑ لئے گئے۔ جن کا واسا کے ریونیو کے شعبے کے پاس نہ کوئی ریکارڈ ہے اور نہ ہی ان کنکشنوں پر بل بھجوائے جا رہے تھے جس سے واسا کو لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ سبزہ زار لاہور میں اتنی بڑی تعداد میں غیر قانونی کنکشنوں کی خبر سے نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب بھر کے عوام میں شدید غم و غصہ اور بے چینی پائی جانے لگی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر ہاؤسنگ موجود نہیں ہیں اسے pending کر دیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! وزیر موجود نہیں ہیں لیکن ان کا کسی کو تو کام depute ہوا ہو گا۔ اگر وہ پاکستان سے باہر چلے گئے ہیں تو کوئی تو جواب دے گا یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ جائیں۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! You have to give a ruling

جناب چیئرمین: کل پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، ٹھیک ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 807 ہے اس کو بھی اسی کے ساتھ لے لیا جائے۔

جناب چیئرمین: 807 اس کے ساتھ attach کر دیں۔ 801 رانا ثناء اللہ خان کی ہے۔ جی۔

کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ڈاکٹرز کو وعدے کے باوجود مستقل نہ کرنا

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے گریڈ 17، 18 میں میڈیکل آفیسر، اسسٹنٹ پروفیسرز ایسوسی ایٹ پروفیسرز کو پانچ سال کے کنٹریکٹ پر ملازمت فراہم کی ہوئی ہے جن کی تعداد 250 کے قریب ہے اور زیادہ تر ڈاکٹر صاحبان ایسے اضلاع بالخصوص جنوبی اور پسماندہ اضلاع میں تعینات ہیں۔ ان ڈاکٹر صاحبان کے مطالبہ اور عوامی حلقوں کی طرف سے تائید پر حکومت پنجاب نے گزشتہ سال سے ان ڈاکٹرز کو regularize کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ جسے بہت جلد پورا کرنے کی تجدید بھی متعدد بار کی گئی ہے۔ لیکن حکومت مسلسل لیت ولعل سے کام لے رہی ہے۔ اس ابہام کی وجہ سے ان ڈاکٹرز کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔ اس صورتحال سے صوبہ کے عوام میں اضطراب اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئرمین! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اسے کل تک اگر pending کر دیا جائے تو میں مفصل جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب! pending کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے جناب!

جناب چیئرمین: یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 804 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔

لاہور میں ایل پی جی سیل پوائنٹ پر پولیس اور سول ڈیفنس کے غیر قانونی چھاپے اور بھتہ کی وصولی

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23۔نومبر 2005 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہور میں اس وقت LPG کے تقریباً 2 ہزار کے قریب سیل پوائنٹس کام کر رہے ہیں جن پر پولیس اور سول ڈیفنس کے حکام غیر قانونی چھاپے مار کر مالکان کو ہراساں کر کے روزانہ ایک لاکھ کے قریب بھتہ وصول کر رہے ہیں۔ اگر LPG کاروبار میں خامیاں ہیں تو مشاورت سے ان کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ LPG حادثات کا باعث نہیں ہے بلکہ نان برانڈڈ سلنڈروں کی وجہ سے حادثات ہوتے ہیں۔ کارروائی ان فیکٹریوں کے خلاف ہونی چاہئے جہاں ناقص کوالٹی کے سلنڈر بنائے جا رہے ہیں۔ ان LPG کے سیل پوائنٹس پر چھاپوں کی وجہ سے کافی تعداد میں یہ سیل پوائنٹس عارضی طور پر بند کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے سینکڑوں کی تعداد میں رکشے بند ہو گئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ درست ہے کہ غیر قانونی سیل پوائنٹس اور غیر معیاری سلنڈر جو بیچنے والی فیکٹریاں ہیں ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور یہ کارروائی ابھی تک جاری ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے جس کے تحت یہ کارروائی کی جاتی ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پولیس بھتہ وصول کرتی ہے تو کوئی specific allegation اس سلسلے میں نہیں لگایا گیا اور اس بات کو خود معزز رکن نے تسلیم کیا ہے کہ یہ ایک ایسا کاروبار ہے کہ جس سے انسانی جانیں ضائع ہوتی ہیں اور انہوں نے خود فرمایا ہے کہ اگر اس میں کوئی نقائص ہیں تو مشاورت کے ساتھ اس مسئلے کو طے کیا جا سکتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں،

جن لوگوں کے کوئی مسائل ہیں ان کو دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس غیر قانونی کاروبار کی کسی صورت اجازت نہیں دی جا سکتی اس لئے میری جناب سے استدعا ہو گی کہ اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے اور معزز رکن کے ساتھ ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں جو یہ تجاویز دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ شکریہ

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! میری یہی گزارش ہے کہ بہت سے لوگ اس کاروبار سے وابستہ ہیں اور پٹرول پمپ کی access ہر جگہ نہیں ہے۔ اب تو لوگوں نے آٹو موٹر سائیکلیں بھی گیس پر کروانی شروع کر دی ہیں اور یہ LPG پر چل رہے ہیں تو اس کا کوئی باضابطہ لائحہ عمل مرتب کر کے اور ان کو قانون کے دائرے میں پابند کر کے کوئی ایسا قانون بنا دیا جائے جس کے تحت لوگوں کو problems بھی نہ ہوں اور یہ لوگ ایک قانونی دائرے کے اندر رہتے ہوئے اپنی روزی کما سکیں اور اپنے کام کو سرانجام دے سکیں۔ شکریہ

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب چیئرمین: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ محترمہ ثمینہ نوید کی ایک تحریک Consideration of Report of the Privilege Committee کے متعلقہ ہے ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اسے pending کر دیں۔ لہذا یہ pending کی جاتی ہے۔ ایجنڈے کے اگلے آئیٹم پر The University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004(Bill No.12 of 2004) ہے۔ کائرہ صاحب کی request پر یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی amendment رانا آفتاب صاحب move کریں گے۔ جی!

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2005

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, I move:-

That leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill 2005.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

That leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill 2005.

any member or Minister may oppose.

MINISTER FOR FOREST: I oppose it.

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! سب سے پہلے مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ وزیر موصوف نے اس چیز کو oppose کیا ہے اس forest bill میں، میں نے جو amendments move کی ہیں یہ جو ایکٹ تھا اس سے relate کرتی ہیں اس میں آج تک یہ کوئی amendment نہیں لائے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو میں نے اس میں جو amendments move کی ہیں یہ 1927 کا ایکٹ تھا جس کے تحت تھیں۔ اس وقت آپ دیکھیں کہ اگر کسی جرم کی سزا 200 روپے تھی تو ابھی تک وہی چل رہی ہے۔ جس طرح ان کے محکمے سے لکڑی چوری ہوتی ہے اور گھپلے ہوتے ہیں اس کی نشاندہی کی گئی تھی۔ جب سزا زیادہ ہو گی تو یہ گھپلے نہیں ہوں گے۔ اس محکمے کی کارروائی دیکھیں کہ ان کے ڈی ایف اوز کے خلاف انٹی کرپشن کے پرچے درج ہوئے ہیں اور انہوں نے ان کو کنزرویٹر فارسٹ لگایا ہوا ہے۔ میں نے جو amendments move کی ہیں میں اس کے objects پڑھ دیتا ہوں۔

The Forest Act was enacted in 1927 and thereafter some amendments were made in 1937 and after that no amendment was made in the said act to raise the penalities and fines which were proposed in the Act. As the fines and penalties for removing of trees, breach of rules and the punishment of wrongful acts etc. are much minor as compared to present value of the rupees. The penalties and fines are enhanced through the bill.

ہم نے یہ نہیں کہا کہ حکومت میں کوئی کمی ہوتی ہے۔ اگر اس محکمے میں اتنی اہلیت نہیں تھی یا انہوں نے نہیں سوچا کہ آپ ان قوانین کو update کر لیں تو میں نے یہ amendments move کی ہیں کہ جس میں fine and penalties enhance کی جائیں۔ اس وقت کے جو 1927 کے رولز تھے اس وقت پیسے کی value کیا تھی اور اب کیا ہے؟ کیونکہ اب یہ درخت چوری کرواتے ہیں، آرام سے دو سو روپے عدالت میں جرمانہ دیتے ہیں اور فارغ ہو جاتے ہیں۔ جب اس کی penalty، جرمانہ اور اس کی سزا زیادہ ہو گی تو چوری بھی رکے گی۔ میں نے ایک مفاد عامہ کے لئے محکمے کی بہتری کے لئے یہ دس amendments move کی ہیں اگر دیکھا جائے اور لاء منسٹر صاحب اس کو غور کر لیں اور یہ advice کریں کہ He should not oppose it. Let this bill be referred to the Committee اور اس میں اگر آپ بھی کوئی تجویز لانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے جتنے بھی قانون ہیں ان کو موجودہ حالات کے مطابق update کرنے کی ضرورت ہے بلکہ تمام محکموں کو ضرورت ہے۔ اس لئے ہم نے یہ move کیا ہے۔ میری request ہے کہ یہ اس کو oppose نہ کریں۔ پہلے میں motion move کروں اور اس کے بعد آپ اسے کمیٹی کے پاس refer کر دیں تاکہ اس پر amendments ہو سکیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جو وزیر صاحب نے اس بل کو oppose کیا ہے کہ ان کی طرف سے جو amendments Forest Act 1927 میں ہیں یہ صرف ایک دو معزز رکن نے دی ہیں ان کی بات نہیں ہے۔ محکمے کا already بل under process ہے جس میں سیکشن 26 میں amendments دی گئی ہیں 26(a) میں، 33 میں، 33(a) میں، 42 میں، 51 میں، 62 میں، 67 میں، 71 میں، 77 میں اور 79 میں ترامیم دی گئی ہیں۔ یہ حکومت کا ایک بڑا جامع بل ہے۔ یہ move ہو چکا ہے، ڈیپارٹمنٹ نے اس کو لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس veting کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے اصولی طور پر اس سے منظوری لی گئی ہے۔ معزز رکن سے میری گزارش ہے کہ یہ مہربانی فرمائیں اور اس کو پریس نہ کریں۔ اسی لئے وزیر متعلقہ نے اس کو oppose کیا ہے کیونکہ حکومت already اس پر ترامیم لا رہی ہے اس لئے پرائیویٹ ممبر کو اس میں ترامیم لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ کمیٹی کے پاس جائے گا معزز رکن اپنی رائے دیں گے، اسمبلی میں آئے گا اور یہ اس میں چاہیں گے تو

اس وقت اپنی ترامیم دے دیں لیکن اس وقت جبکہ حکومت اس بل کو move کر چکی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس معزز رکن کے پیش کردہ بل سے زیادہ جامع ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ معزز رکن اس کو پریس نہ کریں اور گورنمنٹ کا بل دیکھ لیں اور اگر یہ اس میں کوئی ترمیم دینا چاہیں تو ہم حاضر ہیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ یہ بیان ریکارڈ کرا دیں کہ کب تک لے آئیں گے۔ میں اس محکمہ کا وزیر رہا ہوں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! try to apriciate کیونکہ میں نے یہ ترامیم move کی ہیں---

(اذان ظہر)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آپ کو اس کمیٹی میں باضابطہ ممبر بناتے ہیں۔ اب ہم ان کو move کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کو دیکھ لیں اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے اگر یہ چلا جائے گا تو میں اس میں help کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی سیکشن رہ گیا ہو۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میری درخواست یہ ہے کہ اگر رانا صاحب یہ پسند فرمائیں اور جناب وزیر صاحب بھی پسند فرمائیں تو ان کا بل بھی کمیٹی میں بھیج دیا جائے۔ یہ مل کر اس کو decide کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کی جب میٹنگ ہو گی تو اس میں یہ دیکھ لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہاں پر بھی گورنمنٹ ہی کی اکثریت ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جب یہ بل جائے گا اور اگر ہم یہ بل oppose کریں گے تب بھی کابینہ سے ہمیں decision لینا پڑے گا اور اگر ہم اس کے حق میں جائیں گے تب بھی کابینہ سے decision لینا پڑے گا اور کابینہ کے پاس یہ already under consideration ہے۔ 08-09-2005 سے ہم اس پر کام کر رہے ہیں آپ نے تو ابھی ترامیم دی ہیں اس کے باوجود اگر آپ ان کو کمیٹی میں شامل کر لیتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: جی، رانا صاحب! آپ کو کمیٹی میں شامل کر لیا گیا ہے لہذا یہ ترامیم dispose of کی جاتی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ اس کو dispose of نہ کریں بلکہ اس کو pending کر لیں کیونکہ اگر آپ نے dispose of کر دی تو مجھے پھر سے یہ سارا process کرنا پڑے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! اس بل کو رانا صاحب withdraw نہیں کریں گے۔ انہوں نے oppose کیا ہے تو آپ اس کو vote out/rule out کروالیں۔ کیونکہ جب سال کے آخر میں محترم وزیر قانون صاحب اپنی کارکردگی پیش کرتے ہیں کہ جناب ہم نے ایک سو دس بل پاس کر لئے ہیں اور اتنی legislation کر لی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بات کرتے ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے کوئی بل introduce نہیں ہوا۔ اب یہ خود فرمارہے ہیں کہ اس قسم کے بلز کو introduce کرنے کے لئے اور legislation کے لئے کابینہ کی pre-permission چاہئے۔ جب یہ صورتحال ہو اور اس کے بعد ان کا یہ موقف کہاں تک درست ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے legislation نہیں آتی۔

جناب چیئر مین: رانا صاحب! اگر یہ اگلے اجلاس میں نہیں لائیں گے تو ان کا بل as it is بغیر قرعہ اندازی کے admit ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! میری عرض ہے کہ انہوں نے ایک بل introduce کیا ہے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ کمیٹی کے پاس چلا جائے۔ دوسرا اگر لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے تو آپ اس کو vote out کروالیں۔

جناب چیئر مین: ان کی قانونی مجبوری ہے کہ وہ کابینہ میں جائے گا اور پھر واپس آئے اور پھر وہ move کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! یہ اپنی کارکردگی پیش کرتے ہیں اور اپوزیشن کو اس بات کا طعنہ دیتے ہیں تو اس وقت بھی یہ مجبوری سامنے رکھا کریں۔

جناب چیئر مین: یہ بات ان کے سامنے آ چکی ہے کہ رانا آفتاب صاحب نے یہ بل move کیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں میں اس کو dispose of کر چکا ہوں۔

The Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill 2006.

کائرہ صاحب کی طرف سے تحریر آئی ہے لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں نے ایک بل پر amendment move کی ہے انہوں نے oppose کیا ہے آپ اس کو dispose of نہیں کر سکتے۔ آپ اس کو ہاؤس کے سامنے رکھیں اور اس پر ووٹنگ کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل already ہمارے under consideration ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے لاء ڈیپارٹمنٹ کو ڈرافٹ گیا ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ vet کر کے اس کو واپس بھیجے گا۔ کابینہ سے اس کی منظوری ہو گی اور ہم اسمبلی میں lay کریں گے۔ ہمارا یہ ایک پروسیجر ہے جس سے یہ بل گزر رہا ہے۔ یہ پروسیجر 2005-09-08 سے جاری ہے۔ یہاں پر اب طریق کار بن گیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کا بل under process ہوتا ہے اور یہ اسی کو اٹھا کر اپوزیشن اپنا بل لے آتی ہے۔ یہ صرف اس کیس میں نہیں ہوا بلکہ کوآپریٹو میں بھی یہ ہوا اور آج تک ایسا ہوتا آیا ہے یہ میں انتہائی وثوق سے کہتا ہوں۔ 2005-09-08 سے گورنمنٹ کا یہ بل under process ہے اور اس میں 15 کے قریب ترامیم آ رہی ہیں جو کہ میں نے ابھی آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں اسے اٹھا کر اگر private member دے دیتا ہے تو میں اس کو کارکردگی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اگر آپ ان سے ہٹ کر اپنی ترامیم دیں، mind apply کریں اور اس سے ہٹ کر ترامیم دیں لیکن ہمارے ہی بل کو اٹھا کر اس میں سے ترامیم نکال کر لے آئیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ بے شک اس پر House سے ووٹنگ کروالیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں نے under the rules ایک amendment move کی ہے۔ یہ ان کے محکمے کی نااہلی ہے اگر میں نے ایک پرائیویٹ ممبر ڈے پر اپنا حق استعمال کرتے ہوئے ایک ترمیم move کی ہے اور انہوں نے oppose کیا ہے تو آپ اس کو House میں رکھیں اور ایک پروسیجر کو adopt کریں۔

جناب چیئرمین: چلیں ہم اس کو House کے سامنے put کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے، جناب والا!

MR. CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

That leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill 2005.

(The motion was lost.)

جناب چیئرمین: اب نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے اور اجلاس آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ تک ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد 1.56 پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا The Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill 2006(Bill No.1 of 2006) ہے لیکن ان کی طرف سے اسے pending کرنے کے لئے درخواست آئی ہے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد The Colonization of Government Lands(Punjab)(Amendment) Bill 2005(Bill No. 29 of 2005) چودھری اصغر علی گجر صاحب، سید احسان اللہ وقاص اور جناب محمد وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) آبادکاری سرکاری اراضی مصدرہ 2005

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: Sir, I move:

That leave be granted to introduce the Colonization of Government Lands (Punjab) (Amendment) Bill 2005

MINISTER FOR IRRIGATION: I oppose it Sir.

جناب چیئرمین: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! ہم نے جو بل پیش کیا ہے۔ پورے پنجاب کے اندر حکومت کی ہزاروں ایکڑ زمین ہے جس پر مختلف قبضہ گروپوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ حکومت کی طرف سے

زمین کا قبضہ واپس لینے کے لئے جو قانون یا جو سزائیں رکھی گئی ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جس کے نتیجے میں جو آدمی زمین پر قبضہ کر لیتا ہے اول تو اس کے خلاف بہت کم move کیا جاتا ہے۔ لہذا ہم نے تو حکومت کے حق میں اور اس کے فائدے کے لئے یہ بل move کیا ہے کہ حکومت کی ہزاروں ایکڑ زمین پر جو لوگ قبضہ کر لیتے ہیں اسے قبضے سے بچایا جائے اور اس بارے میں قانون سخت کیا جائے مگر ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ حکومت کو ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، کوئی قبضہ کرتا ہے تو کرتا پھرے۔ آج وقفہ سوالات کے دوران آپ کے سامنے تھا کہ قبرستان کی ساری زمین پر قبضہ کر لیا گیا ہے اور 20 سال گزر گئے ہیں لیکن کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے۔ قبضے کرنے والے حکومت کے اپنے لوگ ہوتے ہیں اور یہ ان سے صرف نظر کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے تاکہ قبضہ مافیا کے خلاف سخت کارروائی ہو سکے۔ اس لئے قانون میں ترمیم ہونی چاہئے ان کے خلاف ایکشن لینا چاہئے۔ اول تو خود حکومت کو چاہئے تھا اور بہت پہلے چاہئے تھا کہ یہ خود اس کو move کرتے اور کہتے کہ ہماری ہزاروں ایکڑ اراضی پر لوگ قبضے کر رہے ہیں۔ اس کو واپس لینے کے لئے اس قانون کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں۔ جب یہ خود بھی move کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور ایک پرائیویٹ ممبر کی حیثیت سے ہم لوگوں نے محنت کر کے اس قانون کو دیکھا اور اس کو move کیا ہے تو اب حکومت اس کی مخالفت کر رہی ہے۔ مجھے حکومت کی مخالفت کی سمجھ نہیں آ رہی۔ اس لئے میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب بھر میں قبضہ مافیا اور لینڈ مافیا کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ہم نے جو ترمیم move کی ہے اس کو منظور کیا جائے۔ House سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ قطع نظر اس بات کے کہ یہ اپوزیشن کے کسی ممبر کی طرف سے move کی گئی ہے یا سرکاری بنچوں کی طرف سے move کی گئی ہے حالانکہ یہ کام گورنمنٹ کے کرنے کا تھا کہ وہ اپنی زمین کے تحفظ کے لئے اس ترمیم کو move کرتے اور اگر ہم نے اسے move کیا ہے تو اسے ایک اچھی بات سمجھتے ہوئے اس معاملے میں ہماری تائید فرمائیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ جو ایکٹ تھا یہ 1911 کو بنا تھا اور اس میں آج تک کوئی ترمیم بھی نہیں کی گئی۔ اس میں جو لوگ زمین پر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں اس ایکٹ میں جو سزا لکھی گئی ہے وہ 2 لاکھ روپے لکھی گئی ہے۔ اس میں جو سزا ہے وہ 6 مہینے کے لئے ہے۔ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس میں ہم نے تجویز کیا ہے کہ 10 لاکھ روپے جرمانہ اور 5 سال کم از کم سزا دی جائے۔ اس

لئے کہ سخت سزائیں دے کر ہی ہم قبضہ مافیا کو ختم کر سکتے ہیں جو اس وقت پورے ملک میں اور پنجاب میں خصوصی طور پر چھایا ہوا ہے۔ ان سزاؤں کو بڑھا کر ان کو discourage کیا جائے اس لئے میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس کو oppose کرنا کوئی اچھی روایت نہیں ہے بلکہ یہ تو گورنمنٹ کی favour ہے کہ یہ اتنا پرانا ایکٹ تھا جس میں ہم نے کہا ہے کہ اس کو renew کر کے سزاؤں کو بڑھا دیا جائے تاکہ اس کو روکا جا سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ میں معزز محرک سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ حکومت اس بارے میں تمام پہلوؤں پر غور کر رہی ہے اور خصوصی دلچسپی رکھتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے حکومت کی قیمتی اراضی پر قبضہ کیا ہوا ہے وہ قبضہ ان سے واگزار کروانے کے لئے ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اجلاس میں ایک نیا قانون جو بڑا موثر قانون ہوگا لائیں گے اس لئے میں شاہ صاحب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک بڑا اچھا اور valid point raise کیا ہے۔ ہم ان کی مشاورت سے نیا قانون لائیں گے اور انشاء اللہ ان کو بھی اس قانون سازی میں شامل کریں گے ان کی جو قیمتی آراء ہے اس کو بھی مدنظر رکھیں گے اور جو نیا قانون لائیں گے ہم کوشش کریں گے کہ وہ ایک موثر قانون ہو۔ صرف سزا کو بڑھا دینے سے اب یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس میں اور بہت سارے عوامل بھی ہیں جس کو پیش نظر رکھ کر نیا قانون بنانا پڑے گا۔ اس لئے میری معزز رکن سے یہ درخواست ہوگی کہ آپ مہربانی فرما کر اس کو press نہ کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وعدہ کرتے ہیں کہ اگلے سیشن میں نیا قانون لائیں گے اور وہ قانون ہوگا جس میں تمام پہلوؤں کا اعادہ کیا جائے گا اور آپ کی مشاورت سے اس قانون کو لائیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! حکومت نے یہ طریقہ اپنا لیا ہے کہ ہم جو بھی ترمیم پیش کرتے ہیں یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی لا رہے ہیں۔ اس کے بعد سال سال نہیں لاتے۔

جناب چیئرمین: وہ یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ اگلے اجلاس میں کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ہماری ہمدردانہ گزارش ہے آپ وہ سن لیں۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میری درخواست یہ ہے کہ ایک سال پہلے میں نے فاریسٹ کے حوالے سے ایک بل پیش کیا تھا۔ آج میرے فاضل بھائی رانا آفتاب صاحب نے بھی پیش کیا ہے اور حکومت نے کہہ دیا ہے۔ اس وقت بھی مجھے یہ کہا گیا تھا کہ ہم اپنا بل لا رہے ہیں آج پھر ایک سال بعد یہی کہہ دیا ہے کہ ہم اپنا بل لا رہے ہیں۔ اب یہ دوسرا بل پیش کیا ہے تو اس میں حکومت نے یہی کہہ دیا ہے کہ ہم اپنا بل لا رہے ہیں۔ یہ اگر اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ اسمبلی کے اگلے اجلاس میں یہ بل لے آئیں گے تو میں اس پر stress نہیں کرتا لیکن یہ میرے ساتھ commitment کریں۔

جناب چیئرمین: وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب والا! میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں۔ شاہ صاحب ہمارے بڑے معزز دوست ہیں بزرگ ہیں، میں ان کا ذاتی طور پر بھی احترام کرتا ہوں اور اچھی قانون سازی کے لئے یہ تحرک فرما رہے ہیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں اسی کے لئے بڑا موثر قانون لے کر آئیں گے جو کہ تمام پہلوؤں کو cover کرے گا اور قبضہ گروپ کے خلاف مؤثر لائحہ عمل تجویز کریں گے جس سے قبضہ گروپ کا خاتمہ ہوگا اور حکومت کی جو قیمتی زمین ہے اس کو ان سے واگزار کروایا جائے گا۔

جناب چیئرمین: یہ پھر آپ واپس لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: وزیر موصوف کی یقین دہانی پر میں واپس لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ اس وقت وزیر صحت یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ اس وقت جو پرائیویٹ میڈیکل کالج ہیں انہوں نے ملک میں اور صوبہ پنجاب میں لوٹ مار مچائی ہوئی ہے اور جو صورتحال create کی ہوئی ہے میری آپ سے درخواست ہے کہ حکومت جو پرائیویٹ میڈیکل کالجز ہیں ان کے متعلق اپنی

پالیسی وضع کرے۔

جناب سپیکر! دوسرا سیالکوٹ میں ایک میڈیکل کالج بنا تھا جس کا افتتاح جناب گورنر پنجاب نے کیا تھا اور اب اس کو افتتاح کئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ ابھی تک دور دور تک اس کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے یہ درخواست کروں گا کہ ان دو اہم باتوں کا جواب دیں۔ پہلا سوال تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ یہ پنجاب لیول پر ہے اور دوسرا میڈیکل کالج سیالکوٹ سے متعلق ہے اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب چیئرمین: ایجنڈا مکمل ہونے دیں اس کو بعد میں دیکھ لیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس وقت وزیر صحت صاحب موجود ہیں وہ اس پر اگر بیان دے دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ وزیر صحت بعض دفعہ ہوتے نہیں ہیں۔ یہ ہمارا پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اس میں اگر وضاحت آ جائے تو میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا۔

جناب چیئرمین: ایجنڈے کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ یقین دہانی کروا دی جائے کہ ایجنڈے کے بعد اس کو take up کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: وزیر موصوف نہیں جاتے وہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔
چودھری زاہد پرویز صاحب! Canal and drainage (Amendment) Bill 2005
(Bill No. 30 of 2005)

مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2005

CH ZAHID PERVEZ: Sir, I move that leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2005.

MR CHAIRMAN: The motion moved that leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2005. Any Member or Minister may oppose it.

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چودھری زاہد پرویز!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ ایکٹ 1873 میں بنا تھا۔ اس وقت جو لوگ نہر کو cut لگاتے تھے ان کو صرف 200روپے جرمانہ ہوتا تھا لیکن اس کو اب تقریباً سوا سو سال ہو گیا ہے اور اس وقت کا دو سو آج کے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ میری وزیر موصوف سے اور معزز House سے یہ گزارش ہے کہ جو لوگ طاقتور ہیں وہ کمزور لوگوں کی زمینوں تک پانی نہیں جانے دیتے۔ یعنی tail تک پانی نہیں پہنچتا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ دو سو کی بجائے کم از کم پانچ ہزار روپے جرمانہ کیا جانا چاہئے بلکہ آج کے زمانے کے حساب سے تو اس سے بھی زیادہ کیا جانا چاہئے۔ میرا ضلع گوجرانوالہ سے تعلق ہے، گرمی آنے والی ہے اور گوجرانوالہ ضلع سب سے زیادہ دھان کی فصل پیدا کرتا ہے۔ وہاں جو کمزور کاشتکار ہیں ان کو بہت ہی زیادہ suffer کرنا پڑتا ہے کیونکہ ان کی زمین تک پانی نہیں پہنچتا۔ لہٰذا اس کی سزا کو بڑھانا چاہئے اور جرمانے کی رقم بھی پانچ ہزار تک کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! چودھری زاہد پرویز صاحب نے جو بل پیش کیا ہے یہ اس موقع کے حوالے سے بہت ہی valid ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ بہت زیادہ زمین اب زیر کاشت آ گئی ہے اور چونکہ پانی کے نئے ذخائر نہیں بنے ہیں اس لئے پانی اسی لیول یا اسی مقدار کے اندر موجود ہے۔ اب جو تگڑے اور بااثر لوگ حکومتی مناصب پر بیٹھے ہیں یا کوئی افسران ہیں یا جرنیل ہیں، بہاولپور کے اندر تو آپ کو پتا ہے کے جرنیل صاحبان کی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے۔ جیسے ہی ان کے کندھوں کے اوپر جرنیلی کے بیج آ جاتے ہیں وہ دو دو مربعے لے لیتے ہیں اور اس کے بعد اس موضع کی نمبرداری بھی لے لیتے ہیں۔

جناب والا! لیفٹیننٹ جنرلز کی ایک پوری فہرست ہے جنہوں نے بہاولپور کے اندر زمینیں لی ہوئی ہیں۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ جب کسی جرنیل کو زمین الاٹ ہو جاتی ہے تو پھر محکمے کو ہدایات یہ ہیں کہ ان کا ایک گھنٹے کا پانی لازمی طور پر پورا کیا جائے۔ میرا آدھے گھنٹے کا پانی کاٹ دیں گے، آپ کا آدھے گھنٹے کا کاٹ دیں گے لیکن جرنیل صاحب کو پورا کریں گے۔ اس کے نتیجے میں پانی مزید کم ہو جاتا ہے۔

جناب چیئر مین: ضروری نہیں کہ جرنیل کو ہی دیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! پھر ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ tail پر ہوتے ہیں اور میں خاص طور پر بہاولپور کی بات کروں گا کہ بہاولپور کا سارا علاقہ tail پر واقع ہے اور جو اوپر کی سائیڈ پر زمیندار ہیں۔۔۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: وزیر خوراک پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خوراک: جناب چیئر مین! اگر آپ یہ فہرست دیکھیں تو بل کے movers میں موصوف ڈاکٹر وسیم صاحب کا نام نہیں ہے تو Can he speak on this motion? وہ قانون اور رولز کے مطابق اس کے اوپر نہیں بول سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! بیٹھیں، تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک: جناب چیئر مین! House کے اندر جو رولز کے مطابق کام ہو رہا ہو، وہ چلنے دیں باقی کو ٹوکیں۔ اس میں میں تو کوئی زیادتی نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا تھا۔ میں اس حوالے سے آخری بات یہ کروں گا کہ بااثر لوگ پانی کاٹ لیتے ہیں، پائپ لگا لیتے ہیں جس کے نتیجے میں غریب غرباء کا حق مارا جاتا ہے۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، وزیر آبپاشی صاحب! آپ کے محکمے کا سیکرٹری یا محکمے کا کوئی بندہ آیا ہوا ہے یا آپ خود ہی defend کریں گے۔ کم از کم ان کے علم میں ہونا چاہئے کہ آج پرائیویٹ ڈے پر کوئی بل ہے۔ اس لئے ان کا آنا ضروری ہے۔ وہ کیوں نہیں آئے۔

وزیر آبپاشی: جناب چیئر مین! اس میں میں آیا ہوا ہوں۔

جناب چیئر مین: میں direction دیتا ہوں کہ جن محکموں کے متعلقہ بلز یہاں ہوں گے ان محکموں کے سیکرٹریز یہاں اجلاس attend کریں گے۔

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! اس میں، میں ذمہ دار ہوں۔ میں ڈیپارٹمنٹ کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہا ہوں اس میں میری ذمہ داری ہے۔ میں آیا ہوا ہوں اور میں نے ہی جواب دینا ہے۔ اس میں آپ بیوروکریسی کو کیوں ڈالتے ہیں، اس کا انہوں نے کیا جواب دینا ہے وہ تو یہاں آ کر بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ I am fully responsible and I am giving the answer. اس میں عرض ہے کہ انہوں نے صرف Section. 70 کی amendment کے لئے بات کی ہے اس میں یہ پانی چوری کے حوالے سے 5 ہزار روپیہ جرمانہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ 1873 بہت پرانا ایکٹ ہے۔ اس پورے ایکٹ میں amendments کے لئے ہمارا ڈیپارٹمنٹ پورے سال سے کام کر رہا تھا۔ اس کے ایک mover محمد یار مونکا صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ہم نے انہیں بھی دعوت دی، ان کی تجاویز پر بھی پورا غور و خوض کیا۔ اس کے بعد تمام ایکٹ کی ترامیم کو finalize کر کے محکمہ بورڈ آف ریونیو کو بھیج دیا۔ ان کی recommendation کے بعد اس وقت یہ کیس لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس vetting کے لئے پڑا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں اس Canal and Drainage Act 1873 میں تمام کی تمام ترامیم لائی جائیں گی۔ ہم اس میں جامع ترامیم چاہتے ہیں اور صرف ایک سیکشن نہیں بلکہ تمام سیکشنز پر غور و خوض کیا جائے۔ یہاں ایک رکن نے پانی چوری کے حوالے سے بات کی کہ صرف چند روپے جرمانہ کر دیا جاتا ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ انہوں نے تو صرف 5 ہزار روپے جرمانہ کہا ہے۔ ہم نے اس سیکشن 70 میں 5 ہزار جرمانہ کے علاوہ قید کی سزا بھی propose کی ہے۔ اگر وہ پہلی دفعہ جرم کرے گا تو اس کو جرمانے کے ساتھ ساتھ تین ماہ قید ہو گی اور وہ اس کو بار بار کرے گا تو جرمانے کے ساتھ ساتھ ہم ایک سال قید کی تجویز لا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ پانی چوری کے حوالے سے ایک موثر قدم ہو گا اور آپ نے بھی دیکھا ہو گا کہ چیف منسٹر پنجاب نے اس سلسلے میں بارہا پبلک میٹنگز میں بھی اور پارلیمانی گروپ کی میٹنگز میں بھی اس چیز پر خود توجہ دی ہے اور کہا ہے کہ ہم پانی چوروں کے خلاف ایکشن لیں اور انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے تو اس لئے فاضل رکن سے میری request ہو گی کہ اس کو press نہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں پورے کے پورے Canal and Drainage Act 1873 کے حوالے سے ہم قانون لا رہے ہیں اور اس سے بہتری آئے گی۔ ان کی تجویزوں سے زیادہ بہتر تجویزیں اس میں شامل کی جائیں گی کیونکہ ہم نے ان کی already proposals لے لی ہیں۔ میں نے جیسے بتایا کہ محمد یار مونکا صاحب ذاتی طور پر میرے پاس آئے تھے اور ان کی تجویزیں

اس بل میں شامل کر لی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ یہی بل تھا یا کسی اور بل میں ان کی amendments تھیں؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! یہی بل تھا۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ بھی اس پر بات کر لیں تو مناسب ہو گا۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جی، مونکا صاحب!

جناب محمد یار مونکا: میں جناب والا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے صحیح observation دی ہے کہ جب کوئی ایسے پرائیویٹ ممبر زڈے پر بل لائیں تو محکمے کے سیکرٹریز کو یہاں حاضر ہونا چاہئے۔ Thank you very much, sir. جہاں تک وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے، درست ہے کہ آج سے گیارہ ماہ پہلے میں نے سیکشن 70 میں یہ amendment move کی تھی اور اس کے ساتھ سزا کے حوالے سے بھی ہم نے move کیا تھا تو تب بھی یہی کہا گیا تھا کہ جیسے آج صبح سے ہی میں practice دیکھ رہا ہوں کہ جب بھی ہماری طرف سے کوئی بل آتا ہے، amendment آتی ہے تو Treasury Benches کی طرف سے یہی کہا جاتا ہے کہ ہم جامع amendments لا رہے ہیں۔ آج یہ چوتھی بار ہے کہ یہ بات کہی جا رہی ہے۔ اس وقت جب میں نے یہ amendment move کی تھی تو وعدہ کیا گیا تھا کہ within 90 days یہ amendments گورنمنٹ لائے گی۔ اس کمیٹی میں مجھے شامل کیا گیا۔ میں acknowledge کرتا ہوں کہ ہم نے وہاں اپنی تجاویز دیں لیکن مجھے نہیں امید کہ وہ ابھی آ سکے۔ 90 days کے لئے mandatory تھا اور اب میرے خیال میں یہ ہماری amendment pending نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے لئے یا تو یہ وعدہ کریں کہ اس سیشن میں بل آ رہا ہے تو جب گورنمنٹ یہ 90 دن میں نہیں لا سکی تو اس کے آگے اس سے کیا امید کی جا سکتی ہے؟ شکریہ

جناب چیئرمین: منسٹر اریگیشن!

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! اس میں، میں نے پہلے بھی assurance دی ہے اور میں نے ان کا اس لئے ذکر کیا کہ میں نے انہیں میٹنگ میں شامل کیا اور یہ بات چھوٹے سے سیکشن کی نہیں ہے---

جناب چیئرمین: آپ کب یہ بل لانے کو تیار ہیں، یہ صرف ہاؤس کو بتادیں۔

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! یہ ہر صورت میں اگلے سیشن میں آ جائے گا۔ نہیں آئے گا تو یہ پھر دوبارہ move کر سکتے ہیں۔ میں نے آپ کو بتایا کہ اس میں ہم 13/14 amendments لا رہے ہیں اور یہ سارا ایکٹ اس میں شامل ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ as Custodian of the House اس بات کا نوٹس لیں کہ جب ایک سال پہلے ایک معزز ممبر نے کوشش کی، اس نے بل کو draft کیا، اس کے بعد introduce کیا تو انہوں نے اس وقت بھی اس کی مخالفت کی، انہوں نے کہا کہ اس کو move نہ کریں اور اس کو withdraw کر لیں۔ ہم within 90 days comprehensive amendments کا بل لے آئیں گے۔ اب ایک سال کے بعد دوبارہ جب ایک ممبر نے کوشش کی ہے تو اس کے بعد پھر ان کا وہی جواب ہے تو جب ڈیپارٹمنٹ کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سال میں comprehensive amendments کا بل introduce نہیں کروا سکا تو پھر یا تو یہ کہہ دیں کہ جناب! اپوزیشن کی طرف سے کوئی پرائیویٹ ممبر بل introduce کروایا ہی نہ جایا کرے اور اگر ایسا نہیں ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کے ممبرز کا بھی یہ right ہے کہ وہ legislation میں حصہ لیں، وہ اس House میں legislation introduce کریں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ جب یہ on the floor of the House اپنا کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کر سکے ۔۔۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ میں اس بل کو اگلے سیشن تک pending کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ کیا ہوا پھر۔ ان کو چاہئے کہ پھر یہ اس کو oppose نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: انہوں نے oppose تو کر دیا ہے۔ میں اسے House میں لے آتا ہوں اور Motion پڑھ دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

MR. CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

That leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2005.

(The motion was lost)

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! یہاں پر ابھی بات ہوئی ہے کہ ایک فاضل رکن نے یہاں پر ایک بل move کیا تھا اور اس assurance پر اس نے واپس لیا تھا کہ within 90 days یہ بل یہاں پر اسمبلی میں move ہو جائے گا۔ میں یہاں پر آپ کی ruling چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر on the floor of the House statement دی تھی اس کو نہ Honour کرنے پر آپ کی کیا ruling ہے؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میں نے کہا تھا، pending کرتا ہوں۔ next time وہ نہیں لائیں گے تو آپ دوبارہ move کر دینا۔ (قطع کلامیاں)
آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ میں نے تو آپ کی بات سن کر کہ آپ نے یہ فیصلہ منظور نہیں کیا تو میں نے House میں رکھ دیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ بات نہیں ہے۔ ہمارا یہ مؤقف ہے کہ جب بھی کسی پرائیویٹ ممبر کی طرف سے legislation introduce کی جاتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اس کو oppose کیا جاتا ہے، اس کو discourage کیا جاتا ہے اور پھر سال کے بعد بات یہ کی جاتی ہے کہ دیکھیں جی! پرائیویٹ ممبرز کی طرف سے، اپوزیشن کی طرف سے legislation introduce ہی نہیں ہوتی بلکہ ان کے اپنے ممبرز نے جو Bill introduce کئے ہیں ان کا حشر یہ ہے کہ وہ تین تین سال سے pending ہیں اور کمیٹی میں انہوں نے انہیں dump کیا ہوا ہے۔ اگر ایک منسٹر on the floor of the House جیسا کہ اس معاملے میں ہے کہ ایک سٹیٹمنٹ دیتا ہے اور اس کے بعد وہ اخلاقی طور پر خود کو ذمہ دار نہیں سمجھتا کہ وہ اس کی پابندی کرے تو اس کے متعلق آپ رولنگ دیں کہ کیا یہ منسٹر کی ذمہ داری بنتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ اس ذمہ داری سے بھی دوڑتے ہیں تو ہم اس پرائیویٹ ممبرز ڈے پر جو legislation ہے، جتنے بل ہیں اس سے بائیکاٹ کر دیتے ہیں اور ان کو with draw کر لیتے ہیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ پرائیویٹ ممبرز legislation نہ آئے تو پھر ٹھیک ہے۔ یعنی آج سے ایک سال پہلے منسٹر صاحب نے یہاں کہا کہ ہم comprehensive amendment کا بل اگلے سیشن میں لے کر آئیں گے۔ ایک سال بعد

دوسرے ممبر نے بل پیش کیا تو انھوں نے اس کو oppose کرنا شروع کر دیا ہے۔آپ پچھلے سیشن کا حال دیکھیں کہ کائرہ صاحب نے ایک بل پیش کیا تو انھوں نے اسے صرف اس لئے oppose کیا کہ ہم اسے لانا چاہتے ہیں۔آپ ہمیں اجازت دیں اور یہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ وہ اس بل کو لائے اور ان سے وہ بل واپس کرایا۔اس سے کچھ دن بعد جب پارلیمانی سال مکمل ہوا تو وزیر قانون صاحب پریس کانفرنس میں فرما رہے تھے کہ سارا سال گزر گیا اور اپوزیشن کی طرف سے کوئی legislation introduce ہی نہیں ہوئی۔اپوزیشن تو صرف احتجاج کرتی ہے جبکہ ان کا اپنا رویہ یہ ہے۔اگر وزیر on the floor of the House اپنی دی ہوئی یقین دہانی کے خلاف act کرے تو اس پر آپ اپنی رولنگ دیں ورنہ ہم rest of the business کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! جب محمد یار مونکا صاحب نے یہ پیش کیا تھا تو اس وقت ان سے یہ طے ہوا تھا کہ آپ اور ہم بیٹھ کر پورے Act کی ترامیم لے آتے ہیں۔اس سلسلے میں میٹنگز ہوئیں، ہم نے پورے Act میں ترامیم کرنی تھیں۔اس کی ایک ایک چیز پر غور و خوض ہوا۔اس پر صرف ان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ مکمل discussions ہوئیں، ہم نے پرنسپل لاء کالج پنجاب یونیورسٹی کو بھی شامل کیا اور غور کیا گیا۔محکمے نے 2005-11-29 کو یہ فائل بورڈ آف ریونیو کو بھیج دی۔بورڈ آف ریونیو نے وہ فائل دو مہینے تک اپنے پاس رکھی کیونکہ اس پر ان کو کچھ اعتراضات تھے۔ان کے اعتراضات کے بعد اب محکمہ قانون میں یہ فائل پہنچ چکی ہے اور اب لاء ڈیپارٹمنٹ نے اسے پیش کرنا ہے۔میں نے آج ہی ان کے نمائندے سے بات کی ہے تو انھوں نے کہا ہے کہ اگلے اجلاس میں اس کو پیش کر دیا جائے گا۔ہم نے تو اپوزیشن کی تجویز کو شامل کیا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کی ہے۔گورنمنٹ نے ہمیشہ اپوزیشن کی جو اچھی ترامیم آتی ہیں ان کو لیا ہے جن میں پانچ مرلے کے گھروں پر ٹیکس کی چھوٹ سب سے بڑی مثال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی تجویز کو مانا ہے۔ہم نے ان کی یہ تجویز بھی مانی بلکہ یہاں تک کہ یہ سیکشن 70 میں صرف جرمانے کی بات کرتے ہیں جبکہ ہم اس میں قید کی سزا کی تجویز بھی لا رہے ہیں۔اگلے اجلاس میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ آ جائے گی۔اس لئے درخواست یہ ہے کہ یہ press نہ کریں۔میں نے پہلے اگلے اجلاس کا نہیں کہا تھا۔آپ ریکارڈنگ سن سکتے ہیں۔میں نے یہ کہا تھا کہ ہم بیٹھ کر بات کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ

اس کو جلد از جلد لانے کی کوشش کریں گے۔ اب میں اگلے اجلاس کی بات کر رہا ہوں اور اگلے اجلاس کی یقین دہانی کرا رہا ہوں۔ آپ نے فیصلہ کر دیا ہے اور ووٹنگ ہو چکی ہے اس لئے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! یہاں پر آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے دو سال پہلے میں نے ایک تحریک التوائے کار کے ذریعے پرائیویٹ سکولز منیجمنٹ پر کہا تھا کہ ان سکولوں پر کوئی گورننگ ریگولیٹری باڈی نہیں ہے، Fee structure کا بھی پتا نہیں۔ اس پر یہاں ایک کمیٹی بن گئی اور دو سال میں اس کمیٹی کی آج تک ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی چونکہ میٹنگ کمیٹی کے چیئرمین نے بلانی ہوتی ہے اور ہم تو دو تین اپوزیشن کے ممبر ہیں، ہماری اتنی تعداد نہیں ہے کہ ہم میٹنگ بلوا سکیں۔ آپ دیکھیں کہ اس سلسلے میں آج پھر ایک ممبر نے ایک ترمیم پیش کر دی ہے، اس نے اس لئے پیش کی ہے کہ جس کمیٹی کی دو سال میں میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔۔۔

جناب چیئرمین: جب وہ آئے گی تو اس وقت اسے دیکھ لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ relevant ہے۔ اگر یہ اس کمیٹی کو refer ہو جائے تو انھوں نے جا کر یہی کہنا ہے کہ اس کو add کر لیں گے۔ ہم نے پہلے دن کہا تھا کہ آپ Law update کر لیں۔ اس میں انھوں نے کتنا Law update کر لیا ہے؟ اگر ہم لا رہے ہیں تو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو dispose of کر دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے فیصلہ سنا دیا ہے۔ یہ تو dispose of ہو چکی ہے، اس پر فیصلہ ہو چکا ہے، اس کو re-open کیسے کیا جا سکتا ہے؟ جب وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اتنا لمبا پروسیجر ہوا ہے کہ پہلے ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں گیا اور اب لاء ڈیپارٹمنٹ میں ہے۔ اگر یہ لاء ڈیپارٹمنٹ میں نہیں ہے تو میں سیکرٹری اسمبلی کو کہتا ہوں کہ وہ کل تک چیک کر کے بتائیں۔ اگر ان کا بل لاء ڈیپارٹمنٹ میں ہے تو پھر آپ کو ان کی یقین دہانی پر اعتماد کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جہاں پر ان کی اپنی will ہوتی ہے تو آپ کو بھی پتا ہے کہ آپ کے ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں اور میرے ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں پرائیویٹ treaty پر اونے پونے داموں لوگوں کو جو زمینیں دی گئی ہیں۔ وہاں ایک دن میں بورڈ آف ریونیو آ جاتا ہے،

لاء ڈیپارٹمنٹ آ جاتا ہے اور وہیں پر سارا کچھ آ جاتا ہے اور اسی وقت آرڈرز ہو جاتے ہیں تو یہ will کی بات ہے، ان معاملات کو دیکھنے کے لئے ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ پانچ سو کی جگہ پانچ ہزار کرنا ہے، تین ماہ قید کی جگہ چھ ماہ یا ایک سال کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کیا ترمیم لا رہے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی ترمیم ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میں as a Chair یہ direction دیتا ہوں کہ دو ماہ کے اندر یہ بل اسمبلی میں آئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! رانا آفتاب احمد خان صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب نے جس کمیٹی کا حوالہ دیا ہے۔ میرے خیال میں پورے دو سال اس سلسلے میں یہاں مغزماری کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ کمیٹی بنے دو سال ہو گئے ہیں۔ انھوں نے کمیٹی کا چیئرمین ایک ایسے صاحب کو بنا دیا ہے جو خود ہی غیر حاضر ہوتے ہیں اور دو سال میں صرف ایک میٹنگ ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2006.

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میں یہ بل پیش کرنے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری رہنمائی فرمائیں کہ آپ پنجاب اسمبلی کو اپنے پنجاب اسمبلی کے rules of procedure کے تحت چلاتے ہیں یا گورنمنٹ آف پنجاب کے رولز کے مطابق چلاتے ہیں؟

جناب چیئرمین: اسمبلی رولز کے مطابق چلاتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ کی اس رولنگ کی بڑی مہربانی۔ اب اس رولنگ کے مطابق ہر ممبر کو حق حاصل ہے کہ پرائیویٹ ممبر ڈے کے موقع پر وہ اپنا بل پیش کرے۔ یہ بل جو Ombudsman والا ہے۔ یہ آج سے ایک سال پہلے میں نے پیش کیا، ایک سال نہیں بلکہ ڈیڑھ دو سال ہو گئے ہوں گے۔ اس کے بعد میں بار بار پوچھتا رہا، مجھے انھوں نے کہا کہ cabinet سے اجازت آئے گی تو پھر یہ پیش کرنے دیں گے اور لاء ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں کہ اس کے بارے میں کیا رائے دینی ہے۔ لاء منسٹر یا متعلقہ منسٹر یہاں پر کسی پرائیویٹ ممبر کے کسی بل کا جواب دیتا ہے تو وہ cabinet کے نمائندے کی حیثیت سے جواب دیتا ہے۔ ڈیڑھ سال کے بعد آج یہ بل یہاں پر پیش کیا جا رہا ہے اور فاضل رکن عظمیٰ بخاری صاحبہ کا ایک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے حوالے سے

ایک بل ہے جو کمیٹی کے اندر pending پڑا ہوا ہے کہ cabinet کی منظوری آئے گی۔ ہمارا cabinet کی منظوری کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ایک پرائیویٹ ممبر کی حیثیت سے ہم بل پیش کرتے ہیں۔ اس پر آپ یہ اعتراض لگا دیتے ہیں کہ cabinet کی منظوری آئے گی تب اس پر بحث ہو سکتی ہے اور تب یہ پیش ہو سکتا ہے۔

جناب والا! اس House کو آپ پنجاب اسمبلی کے rules of procedure کے مطابق چلائیں۔ اس House کو پنجاب گورنمنٹ کے رولز کے تحت آپ پابند نہ کریں۔ ہمارے ساتھ یہ بالکل غلط کیا جا رہا ہے۔ ایک بل ڈیڑھ سال پہلے کا پیش کیا ہوا ہے۔ وہ آپ آج ایجنڈے پر لائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اسمبلی چیمبر والوں کو ہم نے چھ reminder بھیجے ہیں کہ اس بل کا کیا کرنا ہے لیکن اس کا وہ جواب تک نہیں دیتے۔ اتنی اہم چیزیں ہم یہاں پر پیش کرتے ہیں۔ پرائیویٹ ممبر کے لئے کسی بل کو بنانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ ہمیں اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے کوئی عملہ تو نہیں مہیا کیا گیا کہ ہم بیٹھ کر ان سے بل کو ڈرافٹ کروائیں۔ اس کی proper ڈرافٹنگ کرنی ہوتی ہے، محنت کر کے ہم کوئی چیز تیار کرتے ہیں اور اس پر یہ قدغن لگ جاتی ہے کہ cabinet کی منظوری آئے گی تو پھر اس پر بات کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پرائیویٹ ممبر پیش ہی نہیں کر سکتا تو پھر وہ کیا کرے گا؟ آپ نے یہ پرائیوٹ ممبر ڈے کیوں رکھا ہوا ہے؟ اس لئے میں آپ کی یہ رولنگ چاہوں گا کہ آئندہ پرائیویٹ ممبرز کے لئے یہ عائد کرنا کہ یہ کیبنٹ کی طرف بھیجا جائے گا، وہاں سے منظور ہو کر آئے گا پھر اس کو پیش کیا جائے گا۔ یہ پنجاب اسمبلی کے رولز کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ میں آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ بل پیش کرتے ہیں۔ اگر House اس کو favour نہیں کرتا اگر House اس کو disown کر دیتا ہے تو how is it possible کہ بل کمیٹی کے پاس جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہاں اسمبلی کے اندر تو بل آئے۔ ہمارا زیادہ سے زیادہ مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا بل کمیٹی کو refer ہو۔ کمیٹی کے اندر بھی اکثریت گورنمنٹ بنچز کی ہے اگر وہ اپنی کسی دلیل یا اکثریت کے بل بوتے پر reject کرنا چاہے تو کر دے۔ آپ دیکھیں کہ چالیس کے قریب کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں، ایسی کمیٹیاں جس کی چار سال میں ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی۔ اپوزیشن آپ کو بزنس مہیا کرتی ہے آپ ان کو بزنس دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پچھلے دنوں مجھے ایک کمیٹی میں بلایا گیا اس میں اتنی اچھی discussion ہوئی تھی،

حاضر سرکاری ارکان نے بھی اس میں بہت عمدہ discussion کی۔ وہ پراسیکیوشن کا بل تھا اس میں بہت اچھی amendments تجاویز کی گئیں لیکن گورنمنٹ والے اپنے ممبرز پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ ان کمیٹیوں کے اندر ہمارے بل بھیجیں۔ رانا صاحب نے جو بل دیا ہے ہمارا یہ بل ہے آپ اسے کمیٹی کے پاس بھیجیں۔ وہاں اگر آپ کی گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہو کہ آپ اسے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر منظور نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں لیکن کمیٹی کو تو کچھ کام کرنے دیں۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ ہمارے بل پہلے ہی راستے میں اڑ جاتے ہیں کہ کیبنٹ کی منظوری آئے گی پھر یہاں پر بل پیش کریں گے۔ یہ بالکل پنجاب اسمبلی کے rules of procedure کے خلاف ہے اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے بعد یہاں پر ہر بل کو بلڈوز کر دینا اور ہاں ناں کر کے اسے ختم کرا دینا ٹھیک نہیں ہے۔ میں حکومتی بنچز سے یہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے آپ کے پارلیمانی سیکرٹریز جن کو آپ نے گاڑیاں، پٹرول اور ڈرائیورز دیئے ہوئے ہیں آخر وہ کس لئے ہیں۔ چار سال میں ان کی کمیٹی کی ایک بھی میٹنگ نہ ہو، ان کو آپ بزنس دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، اگر آپ کو ان پر اعتماد نہیں ہے تو پھر یہ کمیٹیاں کیوں بنائی ہیں؟ یہ بل کمیٹی میں بھیجا کریں اگر آپ کی پالیسی یہ ہو کہ اسے پاس نہیں کرنا تو اسے وہاں پر ختم کر دیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! میں rules of procedure کے تحت چلتا ہوں۔ جہاں کمی بیشی ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ I will do it

سید احسان اللہ وقاص: بہت شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پہلے راجہ شفقت عباسی کی بات سن لیں۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! عرض یہ ہے کہ آج سے دو سال پہلے 2004 میں torture compensation کا بل پیش کیا تھا اسمبلی کے floor پر یہ یقین دلایا گیا کہ ہم پنجاب سے پولیس ٹارچر کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ نے کہا کہ ہم redraft کریں گے۔ دو سال میں چھ دفعہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو reminder دیئے لیکن انہوں

نے redraft نہیں کیا۔ اب 2006 میں، میں نے نیا بل submit کیا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو ہدایت کریں کہ وہ میرے بل کو اسمبلی میں پیش کریں بے شک reject ہو۔ یہ میرے ساتھ ٹارچر ہے اور میں نے دوبارہ move کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہتا ہوں کہ عباسی صاحب کا بل pending پڑا ہے اسے بھی پیش کریں۔ پتا چلا ہے کہ اس پر سپیکر صاحب کی رولنگ آچکی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اگلے آنے والے منگل کے دن پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! اس پر سپیکر صاحب کی رولنگ آچکی ہے میں اس پر کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! کل میں نے منسٹر اریگیشن سے request کی تھی کہ میری چنیوٹ برانچ سے کوٹ غنی کی ایک مائنر ہے وہاں پر پچھلے تین ماہ سے ایک ناجائز موگہ سب انجینئر نے لگا کر دیا ہوا ہے اور اب تین مہینے کے بعد جب میں نے چیف صاحب، SE، ایکسین اور SDO کو آگاہ کیا کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ ٹیل پر پانی نہیں آتا اور وہ بالکل ناجائز ہے اور خود سب انجینئر نے لگایا ہے تو آپ مہربانی کریں۔ وہ موگہ ابھی بھی موقع پر لگا ہوا ہے لیکن اس کا پانی بند کر دیا ہے۔ اب انہوں نے کوئی درخواست move کروائی ہے جس پر وہ چاہتے ہیں کہ یہ موگہ نیا منظور ہو جائے۔ میں نے کل خود بھی منسٹر صاحب سے درخواست کی تھی تو میں چاہتا ہوں کہ وہ House میں یقین دہانی کروا دیں۔

جناب چیئرمین: اگر ان کا جائز حق ہے تو پانی ملے گا otherwise نہیں ملے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ آپ ان سے رپورٹ منگوا لیں اور ensure کروا لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی: جناب چیئر مین! اگر illegal ہے تو میں examine کر لیتا ہوں اور رپورٹ لے لیتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو بند ہو جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب! انہیں کام سے روک دیں۔

جناب چیئر مین: منسٹر صاحب! رپورٹ آنے تک اس پر کوئی further کارروائی روک دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

آئین پاکستان کے آرٹیکل 66 اور 127 کے تحت ایم پی اے کو بھی ایم این ایز اور سینیٹرز کے برابر مراعات کا مطالبہ

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر

جناب چیئر مین: جی، نذر فرید کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب چیئر مین! میں ایک بہت پرانا مسئلہ جو اس اسمبلی میں اٹھایا گیا اور آئین کے مطابق میں یہ سمجھتا ہوں کہ آرٹیکل 66 میں ممبران اسمبلی جس میں صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ بھی شامل ہے اس کے بارے میں آرٹیکل 66 میں کہا گیا ہے کہ ان کی جو amenities، powers اور جو privileges ہیں وہ سب برابر ہیں۔ آرٹیکل 127 اس بابت بڑا clear ہے کہ جو مراعات ایم این اے کو حاصل ہوں گی۔۔۔

جناب چیئر مین: وزیر خزانہ صاحب! یہ باتیں آپ سے متعلقہ ہیں سن لیں۔ اپنی باتیں نہ کریں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جو مراعات سینیٹ کے ممبران کو حاصل ہوں گی وہی مراعات تمام صوبائی اسمبلی کے ممبران کو حاصل ہوں گی۔ ہم کوئی سرکاری ملازم نہیں ہیں۔ ہماری تنخواہ، الاؤنسز اور کرائے کے جو ریٹس ہیں وہ تمام کے تمام ہمارے privileges ہیں اور ہمارے privileges آئین کے مطابق ایم این ایز کے مطابق ہونے چاہئیں جو کہ بہت کم ہیں۔ یہ آج سے بہت عرصہ پہلے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی میں یہاں پر میں نے پوائنٹ اٹھایا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی فراخدلی سے اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ ہماری تمام مراعات اور تنخواہیں ایم این ایز کے برابر کر دیں گے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے نہایت مہربانی کرتے ہوئے یہ بات مانی اور انہوں نے assurance دی کہ ایم پی ایز کی تمام مراعات اور تنخواہیں ایم این ایز کے برابر

ہوں گی۔اس کے بعد دوبارہ کئی اجلاس میں یہ بات آئی اور وزیر قانون صاحب نے کہا کہ وہ اس بات کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ discrimination ہے اور discrimination عام شہری کے ساتھ بھی نہیں ہونی چاہئے۔چونکہ ہمارا آئین یہ provide کرتا ہے کہ There will be no discrimination between the citizens of Pakistan تو ہم شہریوں کے نمائندے بھی ہیں اور خود شہری بھی ہیں۔کیا یہ گورنمنٹ یا یہ ادارے نہیں چاہتے کہ غریب لوگ بھی اسمبلیوں میں آئیں اگر کوئی غریب آدمی ایم این اے، ایم پی اے بن جاتا ہے تو پھر وہ کیا کرے؟ وہ اس اسمبلی کی requirements کو پورا کیسے کرے؟ یہ غریب آدمی کے خلاف discrimination ہے۔ان کو اگر اسمبلی میں آنے سے آپ لوگ روکنا چاہتے ہیں تو پھر بے شک آپ ایم این ایز، ایم پی ایز کی تنخواہیں نہ بڑھائیں۔اگر آپ صرف نوابوں کو یہاں پر لانا چاہتے ہیں، صرف landlords کو لانا چاہتے ہیں، صرف سرمایہ داروں کو یہاں لانا چاہتے ہیں تو پھر یہ تمام مراعات ختم کر دیں۔ وہ afford کرتے ہیں وہ اس کے بغیر بھی اسمبلی میں آ کر اسمبلی کا بزنس چلا سکتے ہیں لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی majority جو غریب ہے ان کے نمائندے آئیں تو پھر میں House سے اور آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج اس بات کا تعین کیا جائے۔آج اس بات کا فیصلہ کیا جائے کہ جو مراعات آئین نے ہمیں دی ہیں، جو مراعات قانون اور آئین کے مطابق ہمارے ایم این ایز کے مطابق ہیں جس کا وعدہ جناب وزیراعلیٰ صاحب نے کیا ہے تو اس کو آج تک کیوں پورا نہیں کیا گیا؟ میں Chair کی اس پر رولنگ چاہوں گا کہ آیا یہ ہمارے ساتھ discrimination نہیں؟ کیا یہ ہمارے ساتھ وعدہ خلافی نہیں کہ ہماری مراعات کو نہیں بڑھایا جا رہا ہے؟ اس کے ساتھ ہی میں ایک اور بات عرض کروں گا کہ جو پارلیمانی سیکرٹریز ہیں، جو وزراء ہیں، جو کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں ان کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ایک ایک کار دی جائے گی یا منسٹر کو دو کاریں دی جائیں گی۔وہاں پر کہیں نہیں لکھا ہوا کہ چیئرمین کو کلٹس کار دی جائے گی، پارلیمانی سیکرٹری کو بلینو دی جائے گی اور وزیر کو ٹیوٹا کرولا گاڑی دی جائے گی۔کار کی بات ہے تو اس میں بھی discrimination نہیں آنی چاہئے۔ وہ بھی ایک ہی طرح کی ہونی چاہئے اس میں، میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔میں انکم ٹیکس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ہمارے پارلیمانی سیکرٹریز کو بلا وجہ انکم ٹیکس دینا پڑتا ہے جبکہ وفاقی پارلیمانی سیکرٹریز انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ آیا یہ ہماری جو مراعات ہیں جو کہ ہمیں ملنی چاہئیں، جو کہ آئین کے عین مطابق

ہیں۔آئین کے خلاف یہ کام کیوں ہو رہا ہے اور ہمیں ہماری آئینی مراعات کیوں نہیں دی جا رہیں۔ اس پر میں جناب والا سے رولنگ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی،وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین!میں جناب کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ یقیناً محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے on the floor of the House اس بات کا اعلان فرمایا تھا کہ جس طرح نیشنل اسمبلی میں تنخواہیں اور مراعات بڑھی ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی کے معزز اراکین کی بھی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کیا جائے گا اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے لاء ڈیپارٹمنٹ اپنی تجاویز فنانس ڈیپارٹمنٹ کی consultation سے اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرے گا۔ابھی اس اجلاس کے بعد میں لاء منسٹر صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ طے کر لیتا ہوں کہ وہ جو بھی تجاویز طے کریں گے اس میں فنانس ڈیپارٹمنٹ مکمل طور پر وزیر اعلیٰ کے حکم کی تعمیل کرے گا۔بہت شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین!اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ پارلیمانی سیکرٹریوں سے کاروں میں discrimination کی جا رہی ہے،ان کو چھوٹی گاڑی دی جا رہی ہے اور وزراء کو بڑی گاڑیاں دی جا رہی ہیں،اسی طرح انہوں نے فرمایا کہ فلاں معاملے میں بھی ممبرز کے ساتھ discrimination ہو رہی ہے یہ ٹھیک ہے۔ میں ان کے اس پوائنٹ پر پوری طرح متفق ہوں کہ ان Houses میں صرف لینڈلارڈز کو یا سرمایہ دار لوگوں کو ہی نہیں کہ وہ آئیں اور وہ اپنے اخراجات meet کر سکیں۔ایک ایسا آدمی جو مڈل کلاس سے تعلق رکھتا ہو وہ اگر ان Houses میں آئے تو یہاں سے اتنی مراعات ملنی چاہئیں کہ وہ اپنے اخراجات کو بہتر طریقے سے meet کر سکے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔اس ملک میں تو ہر قدم پر آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔مگر وہاں پر تو ہر جگہ ہم خاموش رہتے ہیں اور جہاں پر ہماری اپنی ذات کا مسئلہ آتا ہے تو پھر ہمیں آئین بھی نظر آتا ہے اور اس کی خلاف ورزی بھی نظر آتی ہے۔کیا اس بات کا اس House میں بیٹھے کسی ممبر کے پاس یا اس پورے regime سے،اوپر سے لے کر نیچے تک، جو آدمی سب سے اوپر بیٹھا ہے کہ جو کہ سب کچھ وہ ہی وہ ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔وہاں سے لے کر نیچے تک کسی بندے کے پاس اس بات کا جواب ہے تو ٹھیک ہے۔آپ وزراء صاحبان کو جتنا کرایہ دینا چاہتے ہیں، بیس ہزار سے بڑھا کر 38

ہزار کرنا چاہتے ہیں کر دیں، آپ وزیر کو ایک کی بجائے دو گاڑیاں دینا چاہتے ہیں تو دے دیں لیکن آیا وزراء کی تعداد پر بھی کوئی پابندی ہو سکتی ہے۔ آپ جب چاہتے ہیں جتنے مرضی وزراء رکھ لیتے ہیں۔ جس صوبے کا کام پندرہ یا 18 وزراء سے چلایا جا سکتا ہے وہاں پر آپ 78 منسٹر بنا دیتے ہیں۔ پہلے جہاں پر 21 یا 22 ڈیپارٹمنٹ ہوتے تھے اور اسی کے حساب سے چیئرمین کمیٹیز ہوتے تھے اور اب آپ 44 / 44 چیئرمین بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح سے آپ ایک ایک محکمے کو تین تین، چار چار جگہ پر تقسیم کر کے ان کے پارلیمانی سیکرٹریز بنا دیتے ہیں۔ میں نذر فرید کھوکھر صاحب سے کہوں گا کہ آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ انہوں نے اس سے پہلے دو مرتبہ اس بل کو پیش کرنے کی کوشش کی اور ہمارے ساتھ بات کی کہ اگر آپ اس کی مخالفت نہ کریں تو ہم اس کو introduce کرتے ہیں۔ ابھی کچھ دن پہلے استحقاق کمیٹی کی میٹنگ تھی تو اس وقت بھی یہ مجھ سے commitment لے رہے تھے کہ جی، آپ اس کی مخالفت نہ کریں تو ہم اس کو ok کر کے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اپوزیشن لیڈر کے لئے فلاں فلاں مراعات ہیں ان کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ میں نے وہاں پر بھی کہا تھا اور اب بھی میں نذر فرید کھوکھر صاحب سے کہوں گا کہ ٹھیک ہے کہ وزراء، پارلیمانی سیکرٹریز اور چیئرمین صاحبان کی ان مراعات میں آپ اضافہ کر لیں۔ یہ تو آپ کے House کے اختیار میں ہے لیکن آپ ان وزراء کی تعداد پر بھی کوئی پابندی لگائیں۔ ان وزراء کا حال یہ ہو گیا ہے کہ اسمبلی کے مین گیٹ پر جو گارد کھڑی ہوتی ہے ان کو وزراء کی پہچان نہیں ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم گاڑی سے اترتے ہیں تو وہ ہمیں دیکھ کر attention ہو جاتے ہیں اور ہمیں بھی سیلوٹ کر دیتے ہیں حالانکہ ہم منسٹر نہیں ہیں۔ میں نے اس لئے کہا تھا کہ جس طرح تھانوں میں بعض لوگوں کی تصاویر لگی ہوتی ہیں اسی طرح ان وزراء کی گیٹ پر تصاویر لگا دیں تاکہ وہ ان کو پہچان سکیں۔ ہمیں خود شرمندگی ہوتی ہے کہ جب گارد ہمیں دیکھ کر attention ہو جاتی ہے اور خوامخواہ پاؤں زمین پر مارتے ہیں۔ ہمارے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو اس بات سے لنک کیا جائے کہ اگر انہوں نے وزیروں کی فوج ظفر موج پالنی ہے، اگر انہوں نے ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کو تقسیم کر کے پانچ پانچ پارلیمانی سیکرٹری بنانے ہیں اور کمیٹیز کے سلسلے میں جب ان کا دل کرے ان کو 22 سے 28، 28 سے 32 اور 32 سے 44 کرنا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کے عوام پر بوجھ ہے۔ اگر اوپر کسی نے کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی نامناسب ہے اور اگر یہاں بھی کیا جائے گا تو وہ بھی مناسب نہیں ہو گا۔

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! رانا صاحب کی تو عادت ہے کہ وہ بلاوجہ طنز کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ جو نذر فرید صاحب نے اٹھایا ہے جو privileges قومی اسمبلی میں ہیں، جو privileges سینیٹ میں ہیں وہی privileges یہاں ملنی چاہیئں۔ اس کے بعد میں ایک اور اہم مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت گندم کی فصل پکنے کو ہے۔ ہمارا ملک صرف زرعی ملک ہے اور اس کا زراعت پر انحصار ہے۔

جناب چیئرمین: ڈھکو صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں؟

ملک جلال دین ڈھکو: جناب چیئرمین! ایک منٹ سن تو لیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ملک جلال دین ڈھکو: جناب چیئرمین! اس بار باران رحمت بھی نہیں ہوئی، نہروں میں پانی کی کمی کے باعث گندم کی فصل کو صحیح سیراب نہیں کیا جا رہا۔ لوگ غریب ہیں، کسان غریب ہیں میری یہ خواہش اور گزارش ہے کہ یہاں پر اسمبلی کے 80 فیصد اراکین کاشتکار ہیں۔ بجلی کے بلوں میں سبسڈی دی جائے تاکہ گندم کی فصل صحیح طور پر پک جائے اور یہ ملک زرعی اجناس میں خود کفیل ہو سکے۔ اس وقت بجلی کے بہت زیادہ بل آ رہے ہیں۔ پنجاب کا یہ خطہ بہت زیادہ زرخیز ہے اور انگریز اس کو سونے کی چڑیا کہا کرتا تھا۔

جناب چیئرمین! جب ہم گندم import کرتے ہیں تو ہمیں شرم آنی چاہئے ہمیں تو گندم export کرنی چاہئے۔ اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ سردست گندم کی فصل پکنے تک بجلی کے بلوں میں سبسڈی دی جائے۔ کم از کم نصف بل لئے جائیں اور ساتھ ہی ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔ ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں بجلی کے بل پانچ سو سے زیادہ نہیں آتے مگر یہاں پر بیس بیس، پچیس پچیس، تیس تیس ہزار آ جاتے ہیں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی! اس بات کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے بقیہ جو دو تین ماہ ہیں اس میں بجلی کے بلوں پر رعائت دی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈھکو صاحب نے جو بات کی ہے اور آپ کو معلوم ہے، پورا House بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ یہ قرارداد House میں پیش کی تھی کہ زرعی مقاصد کے لئے بجلی کے بلوں میں 50 فیصد چھوٹ دی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ کوئی قرارداد لے آئیں اس کو پاس کر لیتے ہیں، ایسے تو کوئی چیز پاس نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت House نے یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس کی تھی کہ زرعی مقاصد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلوں میں بجلی کے بلوں میں 50 فیصد rebate دی جائے گی۔ اس قرار داد کو پاس ہوئے سات آٹھ ماہ گزر گئے ہیں اور جو قاعدے قوانین پنجاب اسمبلی کے ہیں کہ ایک limited time کے اندر اس پر عملدرآمد کی رپورٹ پنجاب اسمبلی کو دی جانی ضروری ہے۔ آج ڈھکو صاحب نے پوائنٹ اٹھایا ہے تو میں اسی حوالے سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ حکومت کو ہدایت کریں کہ یہ جو House کی متفقہ قرارداد تھی اس پر عملدرآمد کی رپورٹ دیں۔ اگر عملدرآمد نہیں ہو سکا تو ہمیں بتائیں کہ کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔ یہ پورے House کے استحقاق کا معاملہ بھی ہے اور پورے پنجاب کے کسانوں کے مفادات کا معاملہ بھی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: لودھی صاحب! یہ آپ سے متعلقہ ہے اور آپ اس کا جواب تلاش کر لیں کہ آپ اس حوالے سے کیا کر رہے ہیں اور نہیں کر رہے۔ یہ آپ ہی سے متعلقہ بنتا ہے۔

وزیر زراعت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ میرے متعلقہ بھی ضرور ہے لیکن زیادہ تر اریگیشن سے متعلقہ ہے---

جناب چیئرمین: لودھی صاحب! یہ بجلی کا بل تو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے بھی متعلقہ ہے---

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! we are ready ہم نے یہ لکھا ہے کہ 30 فیصد سبسڈائز کرنے کو تیار ہیں اگر مرکز 30 فیصد کرے لیکن فی الحال اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ جہاں تک ان مراعات کا تعلق ہے تو میں خود اس چیز کا حامی ہوں کہ واحد صوبہ پنجاب جس میں 82 فیصد گندم کی کاشت ہے اور اس کے بعد برداشت ہے۔ ہم غلہ پیدا کر رہے ہیں اور ہمارے کسان پیدا کر رہے ہیں اس لئے ان میں سبسڈائز ہونی چاہئے لیکن اس کے باوجود ہمیں اتنا بھی let down نہیں کرنا چاہئے کہ جب بھی مقابلہ کرتے ہیں تو انڈیا سے کرتے ہیں تو انڈیا باوجود سبسڈی دینے کے ہمارے سائنسدانوں نے اس میں پیشرفت کی ہے اور آپ کو علم ہے کہ میں نے پچھلی دفعہ یہ کہا تھا کہ پورے پاکستان میں گندم کی دو کروڑ دس لاکھ ٹن گندم کی ضرورت ہے جس میں سے پنجاب نے

ایک کروڑ اکہتر لاکھ ٹن گندم پچھلی دفعہ پیدا کی ہے اور میں یقین سے House کو کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے کسان ان تکالیف کے باوجود انشاء اللہ بمپر فصل پھر پیدا کریں گے اور انشاء اللہ اچھی فصل آئے گی لیکن جہاں تک ضروریات کا تعلق ہے تو میں خود ان کا حامی ہوں ہم نے لکھا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ مرکزی حکومت اس میں سبسڈائز کرے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب 30 فیصد دینے کو تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، نذر فرید کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی میں نے جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا تو اس پر جناب رانا ثناء اللہ اور جناب وزیر خزانہ نے بھی میری بات سے اتفاق کیا ہے تو میں یہ رولنگ چاہوں گا کہ آپ حکومت کو یہ ہدایت کریں کہ جو ممبران صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی و سینٹ کے مابین تنخواہ، الاؤنسز اور دیگر مراعات کے سلسلے میں discrimination ہے اس کو ختم کرنے کے لئے اور جو ہماری اسمبلی کے بعد دوسری اسمبلیاں آ رہی ہیں دو سال یا تین سال بعد یا جو بھی آئیں تو ان میں ان لوگوں کو، عام آدمی کے نمائندوں کو، ایک عام غریب آدمی کو بھی یہاں پر آنے کی جرات ہو سکے تو اس کے لئے آپ رولنگ دیں اور ہدایت کریں کہ اسی سیشن کے دوران یہ discrimination ختم ہو۔

جناب چیئرمین: وزیر خزانہ صاحب! وزیر قانون سے بات کر کے جمعہ کے دن اسمبلی میں اس کا جواب دیں گے کہ بڑھانا چاہتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل نمبر 250 میں ہے within 2 years from commencing the day, provision shall be made by law for determining the salaries. اب دو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اب آپ جمعہ کے دن جواب یہاں دیں گے تو اس کے بعد Chair یہ فیصلہ کرے گی کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ یہ بل The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2006(Bill No.2 of 2006) احسان اللہ وقاص کا ہے

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے درخواست کی ہے کہ اس کو آپ pending کروالیں۔

جناب چیئرمین: اب The Punjab Civil Servants(Amendment)Bill 2005(BIll No.27 of 2005) سمیع اللہ خان کا ہے۔ جی خان صاحب!

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

(---جاری)

مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

MR. SAMI ULLAH KHAN: Sir, I move:-

That leave be granted to introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 2005. (Bill No. 27 of 2005)

جناب چیئرمین: جی، انچارج منسٹر!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! I oppose it

جناب چیئرمین: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ بل میں نے جو 2005 میں اسمبلی میں دیا تو اس میں یہ ہے کہ ملازمین کو سیاسی حکومتیں اور خصوصاً اس وقت پنجاب کی حکومت out of turn ترقیاں دیتی ہیں۔ جب یہ قانون بنایا گیا تھا تو اس کے پیچھے مقصد یہ تھا کہ سرکاری ملازمین میں جو ایماندار آفیسر ہیں، جو پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں اگر کسی وجہ سے ان کی پروموشن رہ جاتی ہے تو اختیار یہ تھا کہ انہیں out of turn ترقی دی جائے لیکن اس کے بعد اس قانون کا پسند اور ناپسند کے ذریعے سے جو حشر کیا گیا ہے کہ آج یعنی 17 ویں اور 18 ویں گریڈ کا لاہور شہر میں یعنی جو ڈی ایس پی تھا اور جب موجودہ اسمبلی وجود میں آئی تو آج وہ ڈی ایس پی out of turn پروموشن کرتے کرتے وہ ایس ایس پی اور شاید کچھ دنوں میں ہم یہ بھی دیکھیں کہ وہ ڈی آئی جی لاہور لگے تو اس طرح سے اس قانون کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں تو میں اس بل کے ذریعے یہ بات کر رہا ہوں کہ out of turn پروموشن کا سلسلہ بند کیا جائے اور بالکل میرٹ پر ترقی دی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ شکریہ۔ جناب چیئرمین! 1987 میں یہ ترمیم ہوئی تھی تو اس وقت بھی اس ملک پر ایک ڈکٹیٹر مسلط تھا اور اسے اپنے من پسند کام کروانے کے لئے، ماورائے عدالت قتل کروانے کے لئے اپنے من پسند اور اپنے خوشامدی افسروں کو ترقیاں دلانے کے لئے یہ ترمیم لائی

گئی تھی۔ اگر کوئی آدمی کام اچھا کرتا ہے تو وہ اس کے بدلے میں تنخواہ لیتا ہے اور اگر اسے یہ لالچ دینا ہے کہ تمہیں انعام دیا جائے گا تو اسے یہ دھمکی بھی کافی ہے کہ اچھا نہیں کرو گے تو تمہیں گھر بھیج دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! بقول اب اس حکومت کے کہ یہاں پر جمہوریت بحال ہو چکی ہے تو اب یہ اپنی آمرانہ سوچ کو چھوڑیں اور اس میں یہ ترمیم کرنے دیں اور پچھلے بلوں کی طرح اسے بھی یہ نہ کہیں کہ گورنمنٹ اس پر بھی کوئی قانون سازی کرنا چاہتی ہے۔ ہمارا بھی یہ حق ہے اور ہم نے یہ بل پیش کیا ہے اور اس طرح سے نکمے افسران سے ہماری جان چھوٹ جائے گی اور مہربانی کریں یہ جان چھوٹنے دیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر انچارج!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ مذکورہ پرائیویٹ بل Section 8-A Punjab Civil Services Act, 1994 جو دسمبر 2005 میں موصول ہوا تھا اور مذکورہ بل میں تجویز ہے کہ A8. جو کہ out of turn پر موشن سے متعلقہ ہے کو حذف کیا جائے کیونکہ اس شق سے اقرباء پروری جس طرح انہوں نے ارشاد فرمایا کہ سیاسی بنیادوں پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس بل کے بارے میں پہلے ہی اس شق کو ختم کرنے کے لئے وزیراعلیٰ صاحب کو سمری بھیج دی گئی ہے اور دو تاریخ کو ہماری کابینہ کی میٹنگ میں پیش کرنے کے لئے اس کی ترمیم کے سلسلے میں ایسے ہی سمجھا گیا ہے کہ اس کو ختم کیا جانا چاہئے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے اس کی منظوری دے دی ہے یہ 2۔ مارچ کو پیش ہوا تھا لہذا اس بل پر پہلے ہی پیشرفت ہو چکی ہے اور یہ بل پیش ہونے کے لئے بالکل آخری مراحل پر ہے ان حالات میں مذکورہ بل کو پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اس کو take up کر لیا گیا ہے اس لئے ہم اس کو oppose کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب ہم نے یہ کر لیا تو یہ اسی پر مہربانی کریں ہم وہی کر رہے ہیں جو یہ چاہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! اس کو lay کر دیا ہے اب یہ amendment کے لئے پیش ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: کابینہ کی منظوری کے بعد یہ پیش ہو گا۔ جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! رولز میں کیا یہ قدغن ہے کہ کوئی پرائیویٹ ممبر اپنا بل move نہیں کر سکتا اگر وہ بل کابینہ میں ہے۔ کیا Rules of Procedure میں ایسی کوئی قدغن ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے آپ کو حکومت کی version بتائی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جو ان کی کابینہ میں discussion ہو رہی ہے یا حکومت جو فیصلہ کر رہی ہے that has nothing to do with this bill یہ بل ایک پرائیویٹ ممبر کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اگر ہم اس کو withdraw نہیں کرتے اور اس کو vote out کرواتے ہیں تو کل کو یہ پھر کس طرح سے اپنا official Bill لائیں گے اس لئے ان کو چاہئے کہ یہ فراخدلی سے کام لیں۔ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جانے دیں جب ان کا بل introduce ہو گا تو وہ بھی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس چلا جائے گا۔ وہاں پر دونوں پر غور ہو گا کیونکہ legislation تو اسی بل پر ہونی ہے جو سٹینڈنگ کمیٹی سے منظور ہو کر آئے گا اس پر براہ راست تو legislation نہیں ہو گی تو سٹینڈنگ کمیٹی دونوں بلوں کو سامنے رکھ کر اپنی observation دے گی پھر بل House میں آ جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ جو انہوں نے amendment move کی ہے یہ بہت valid ہے آپ دیکھیں کہ جو بھی سرکاری ملازم نوکری شروع کرتا ہے اس کو he is paid for that job---

جناب چیئرمین: اسمبلی کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ یہاں تک بات ختم نہیں ہوتی out of turn promotion سے بڑی بددلی پھیلتی تھی یہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم لا رہے ہیں۔ اصل issue یہ ہے کہ جو بھی گورنمنٹ کی formalities ہیں بل vet ہونا ہے، لاء ڈیپارٹمنٹ میں جانا اور کابینہ میں جانا ہے۔ ultimately بل یہاں پر lay ہونا ہے پھر کمیٹی کو refer ہونا ہے۔ ہمارے

پاس تو ایک simple procedure ہے کہ ہم نے ایک amendment پیش کر دی ہے آپ یہ amendment concerned Committee کو refer کر دیں پھر وہاں پر یہ discuss تو ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا یہ out of turn کا کہہ رہے ہیں، out of turn کا حل ایک اور نکل آیا ہے انہوں نے اس وقت تقریباً پچاس ساٹھ ریٹائرڈ ملازمین DCOs لگا دیئے ہیں۔ افسروں میں کوئی ریٹائرڈ نہیں ہو رہا ہے، ریٹائرڈ ہونے کے بعد پھر اس کو contract پر لگا رہے ہیں۔ out of turn کو ختم کیا جائے ان کے پاس بڑا valid ہتھیار ہے کہ یہ contract پر لگا سکتے ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کریں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، تشریف رکھیں۔ وقاص صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ اس کے یہ دو طریقے ہیں یا تو یہ House میں جائے یا حکومت تسلیم کرے۔

The motion moved and question is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2005."

(The motion was lost)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ جب یہ بل move ہوا اور اس پر جب mover نے discussion کی ہے اس کے بعد منسٹر نے یہاں پر جو سٹیٹمنٹ دی وہ گورنمنٹ کی طرف سے تھی اور اس پر انہوں نے کہا کہ اس ضرورت کو ہم نے realize کیا ہے اور ہم اس بل کو لا رہے ہیں۔ اب یہ بات تو ثابت ہوئی کہ legislation کرنا صرف اور صرف گورنمنٹ نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ اب آج کے بعد کسی پرائیویٹ ممبر کو legislation میں نہ تو دلچسپی لینی چاہئے اور نہ ہی کوئی بل introduce کرنا چاہئے اس لئے ہم گورنمنٹ کے اس رویے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں اور اس legislation میں حصہ نہیں لیں گے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

MR. CHAIRMAN: The Punjab Private Education Institutions (Promotion and Regulations) (Amendment) Bill 2006 (Bill No.3 of 2006) Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi and Syed Hassan Murtaza may move it.

محرک تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بل dispose of کیا جاتا ہے۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لیتے ہیں پہلی قرار داد محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ) کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔ عمران مسعود صاحب! آپ اپوزیشن کو منا کر لے آئیں اور اپنے ساتھ گردیزی صاحب کو بھی لے جائیں۔ جی، محترمہ!

مقبرہ جہانگیر اور نور جہاں کو حکومت پنجاب کی تحویل میں دینا

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نور جہاں کو پنجاب حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نور جہاں کو پنجاب حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔"

یہ قرار داد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نور جہاں کو پنجاب حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔"

(قرار داد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: دوسری قرار داد محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سمیع اللہ خان، ملک اصغر علی قیصر اور ڈاکٹر اسد معظم کی طرف سے ہے۔ اس کو pending کرتے ہیں شاید وہ

آ جائیں۔ عمران مسعود صاحب ان کو لینے گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ ایک منٹ تک تشریف لا رہے ہیں۔ تیسری تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ چوتھی قرارداد مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے اس کو بھی pending کرتے ہیں شاید وہ تشریف لے آئیں۔ پانچویں قرارداد جناب چودھری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید وسیم اختر، سید احسان اللہ وقاص، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت، سید اعجاز حسین بخاری، جناب ارشد محمود بگو، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں ان کا ایک منٹ اور انتظار کر لیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہیں لہذا یہ تینوں قراردادیں dispose of کی جاتی ہیں۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس کل مورخہ 8-مارچ 2006 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔